الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد18 | جمعۃ المبارک30ستمبر2011ء | یکم ذی القعدہ1432 ہجری قمری ❁ 30تبوک 1390ہجری شمسی | شمارہ39

ہمدردیٔ خلائق

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی صحابی کو تین دن سے زیادہ غیر حاضر پاتے تو اس کے بارہ میں پوچھتے۔ اگر وہ سفر پر ہوتا تو اس کے لئے دعا کرتے۔ شہر میں ہوتا تو اس کی ملاقات کے لئے جاتے اور اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے۔

(کنزالعمال جلد7 صفحہ153۔ حدیث نمبر18483)

اب خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ دنیا پر مقامِ ختمِ نبوت جماعت احمدیہ کے ذریعے واضح کرے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب جماعت احمدیہ کے ذریعے دنیا پر لہرائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم گزشتہ 123 برس سے قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قربانیاں دیتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے مقام خاتم النبیین ؐ کی نہایت پُر معارف تشریح)

ہم احمدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ نبوت پر اُس سے زیادہ، اور کئی گُنا بڑھ کر یقین ہے اور اس کا فہم و ادراک ہے جتنا کسی بھی دوسرے مسلمان کو آپ کے خاتم النبیین ؐ ہونے کی حقیقت کا ادراک اور یقین ہے۔ اور یہ یقین ہمارے دلوں میں، ہماری روحوں میں زمانے کے امام اور مہدی دوران اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے پیدا فرمایا ہے۔

اے دشمنانِ احمدیت جو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حضرت خاتم الانبیاء محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین کے نام پر ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہو، تمہیں آج مَیں واضح طور پر اور تحدی سے یہ کہتا ہوں کہ تمہارا مقدر ناکامیاں ہیں، تمہارا مقدر تباہی و بربادی ہے اور تمہارا مقدر ذلت و خواری ہے۔ تم اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ تم اپنے کسی بھی حربہ سے جماعت احمدیہ کو تباہ کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں ہر روز اپنے فضلوں کے وہ نظارے دکھا رہا ہے جو ہماری توقعات سے بھی بڑھ کر ہیں۔

(حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء کے موقع پر بصیرت افروز اختتامی خطاب)

(جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء کے آخری روز کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ یو۔کے)

جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء کے تیسرے روز کے آخری اجلاس کی بقیہ کارروائی کی مختصر رپورٹ:

اختتامی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور ترجمہ کرنے کے بعد فرمایا کہ آجکل مخالفینِ احمدیت اس بات پر کہ احمدی ختمِ نبوت کے قائل نہیں عامۃ المسلمین کے جذبات انگیخت کرنے کی بھی انتہا کر رہے ہیں اور بعض ممالک میں اپنی مخالفت کے اوچھے ہتھکنڈوں کے استعمال کی بھی انتہائی حدود کو چھو رہے ہیں۔ 28مئی کو گزشتہ سال کے واقعہ کے بعد ان لوگوں کے رویوں میں پاکستان میں اس حد تک تیزی آ چکی ہے کہ پاکستان سے باہر بیٹھے ہوئے احمدیوں کو اس کا اندازہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح انڈونیشیا میں بعض علماء بلکہ اکثریت اسی کام پر تُلی بیٹھی ہے کہ کسی طرح احمدیت کو انڈونیشیا سے ختم کیا جائے۔ جن مخالفتوں کا اُن کو سامنا ہے اس کا اندازہ باہر بیٹھے ہوئے لوگ کر ہی نہیں سکتے سوائے اُن لوگوں کے، اُن پاکستانی احمدیوں کے جو بیرونِ ملک آ کر آباد ہوئے ہیں اور جن کے قریبی رشتہ دار پاکستان میں ہیں۔ وہ لوگ جو بظاہر پڑھے لکھے لگتے ہیں اُنہوں نے بھی ایسے رویّے اپنا لئے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو محسنِ انسانیت کی اُمّت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن وہ حرکات کر رہے ہیں جو یقیناً اس محسنِ انسانیت کی روح کو بے چین کرنے والی ہیں۔ بعض جگہوں پر سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں چھوٹے بچوں سے لے کر بڑے لڑکے لڑکیوں تک کو ذہنی اذیّت کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ میری روزانہ کی ڈاک میں اس اذیّت سے گزرنے والوں کے طلباء و طالبات کے کئی خطوط ہوتے ہیں۔ پھر کاروباری لوگ بھی بعض جگہ بہت زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ مُلّاں نے ختمِ نبوت اور ناموسِ رسالت کے نام پر اکثر لوگوں کی جھوٹی دینی غیرت اور حمیت کو اُبھار کر احمدیوں کا جینا دوبھر کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہاں ایک صورت ہوسکتی ہے جس سے تمہاری بچت ہوسکتی ہے (لیکن یہ بھی اُن کا جھوٹ ہے) کہ تم اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کر لو۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر نبی ماننا ہے تو ایک نئے مذہب کا نبی مان لو جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے تو پھر شاید ہم تمہارے ساتھ یہ سلوک نہ کریں۔ تمہیں اقلیت کا تحفظ بھی دے دیں گے، ورنہ ایک ایک کو چُن چُن کر قتل کر دیا جائے گا۔ آجکل یہ دھمکیاں بھی مل رہی ہیں۔ تمہاری تجارتیں برباد کر دی جائیں گی۔ تمہارے مال لوٹ لئے جائیں گے۔ تمہاری جائیدادوں پر قبضہ کر لیا جائے گا اور یہ سب دعوے اور اعلان اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے بلکہ علی الاعلان پولیس کے سامنے، انتظامیہ کے سامنے، حکومت کے کارندوں کے سامنے ان انسانیت سے گری ہوئی باتوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ دیکھنے، سننے اور بعض جگہ اس سے عملی طور پر گزر جانے کے باوجود مسیح محمدی کے پیارے اُن کی ہر بات پر یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر تم اس بات پر ہماری گردنیں مارنا چاہتے ہو کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ دیں تو مار لو، ہماری تجارتیں برباد کرنا چاہتے ہو تو کر لو، ہمارے مال لوٹنا چاہتے ہو تو لوٹ لو، ہماری جائیدادوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہو تو کر لو، ایک ایک احمدی کو شہید کرنا چاہتے ہو تو کر لو، لیکن ہمیں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ آپ کا دَر ہم سے نہیں چھڑوا سکتے۔ ہم اُس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اپنی زندگیاں تو قربان کر سکتے ہیں لیکن اپنے آقا کا دَر نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم احمدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ نبوت پر اُس سے زیادہ، اور کئی گُنا بڑھ کر یقین ہے اور اس کا فہم و ادراک ہے جتنا کسی بھی دوسرے مسلمان کو آپ کے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت کا ادراک اور یقین ہے۔ اور یہ یقین ہمارے دلوں میں، ہماری روحوں میں زمانے کے امام اور مہدی دوران اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے پیدا فرمایا ہے۔ ہمیں اپنے آقا و سید سے عشق و محبت کے وہ اسلوب سکھائے ہیں جن تک دوسرا کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اپنے عمل سے، اپنے قول سے اس عشق و محبت کے وہ نمونے اس عاشقِ صادق نے ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں جس نے ہمارے ایمانوں کو بھی جِلا بخشی ہے۔

پس نہ ہی ہم عشقِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرِ مو انحراف کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اُس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کو ماننے سے انکاری ہو سکتے ہیں جس نے ہمیں عشقِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نئے اسلوب سکھائے ہیں۔ جس نے ہم میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہونے کی روح پھونکی ہے، یہ ادراک پیدا فرمایا کہ حضرت خاتم الانبیاء کے ساتھ جُڑے رہنے اور اس راہ میں قربان ہونے میں ہی تمہاری دنیا و آخرت کی زندگی ہے۔ پس کیا ہم اتنے احسان فراموش ہیں کہ جس امام الزمان اور غلامِ خاتم الانبیاء نے ہمیں یہ راستے دکھائے ہیں اُس سے تعلق توڑ دیں یا اُسے اپنے آقا سے علیحدہ کوئی وجود سمجھیں۔ صرف اس لئے کہ اس کے بغیر تمہارے بہیمانہ ظلموں سے ہم بچ نہیں سکتے۔ نہیں، اے دشمنانِ احمدیت! نہیں، تم کان کھول کر سُن لو کہ نہ ہم عشقِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے دستبردار ہونے والے ہیں، نہ ہم اس عاشقِ صادق سے علیحدہ ہونے والے ہیں۔

پس مَیں عامۃ المسلمین سے پھر کہتا ہوں کہ آپ نام نہاد ملاؤں کے پیچھے نہ چلیں اور دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے اپنے آقا کے بارے میں کیا کہا ہے؟ مقامِ ختم نبوت کو کس طرح سمجھا ہے؟ کیا مقامِ ختم نبوت کا حقیقی ادراک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے؟ یا اُس کی نفی کی ہے؟ کیا آپ کے کلام کے ہر ہر لفظ بلکہ ہر ہر حرف سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ٹپکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اپنے محبوب اور محبوبِ خدا کے بارہ میں چند اقتباسات لئے ہیں جو یقیناً ہر احمدی کے علم و عرفان اور ایمان میں بھی ازدیاد کا باعث بنتے ہیں اور بنیں گے۔ آپؑ پر ایمان کو مزید جلا بخشتے ہیں۔ بیشک پہلے بھی آپ لوگوں نے سنے اور پڑھے ہوں گے لیکن ہر مرتبہ اس کو سننے اور پڑھنے سے ایک نیا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اگر کوئی سعید فطرت میری یہ باتیں سُن رہا ہو اور میرے علم کے مطابق بہت سے ایسے ہیں جو سنتے ہیں تو یہ اقتباسات اُن سننے والوں کے شبہات بھی دور کرنے والے ہیں، اور نہ صرف شبہات کو دور کرنے والے ہیں بلکہ مقامِ ختم نبوت کا نیا فہم عطا کریں گے اور اگر دلوں میں انصاف کی ہلکی سی رَمق بھی ہو گی تو کوئی ذی شعور، عقل والا ان الفاظ کو سُن کر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمائے ہیں، یہ کہے بغیر نہیں رہے گا کہ یہ تو سچا اور حقیقی عاشقِ صادق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ایسے بہت انصاف پسند ہیں اور حق کو پہچاننے والے ہیں جو آپ کی تحریرات کو پڑھ کر اور سُن کر احمدیت کی آغوش میں آتے ہیں اور عشقِ رسول کا صحیح ادراک پانے والے ہیں۔ کل کی رپورٹ میں مَیں نے ایک آدھ کا ذکر کیا تھا، بہت سارے ایسے ہیں جو آپ کا کلام پڑھ کر پھر کہتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ یہ شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ یہ تو سچا، عاشقِ صادق لگتا ہے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد ارشادات و فرمودات کے اقتباسات پڑھ کر سنائے جن سے آنحضرتؐ کے مقام خاتم النبیین کی وضاحت ہوتی ہے۔

ایک موقع پر حضور علیہ السلام نے فرمایا ’’یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتَم النبیین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتَم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں، اس کا لاکھواں حصہ بھی دُوسرے لوگ نہیں مانتے۔ اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتَم الانبیاء کی ختمِ نبوّت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سُنا ہوا ہے، مگر اُس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا، بجز اُن لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دُنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اِس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اُس کا کمال ہو جاتا ہے جب کہ اُسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے‘‘۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر ہمیں بتایا کہ مقامِ ختمِ نبوت کی حقیقت کیا ہے؟ ختمِ نبوت یہ نہیں کہ آپ کے آنے سے نبوت پر مہر لگ گئی اور اب اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک صفت جو تھی کلام کی اور وحی کی اُس صفت کو متروک کر دیا۔ اگر یہ تعریف ہو تو پھر تو ختمِ نبوت پر حرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خدائی پر حرف آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر حرف آتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے معجزات کا تسلسل جاری ہے اور اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سے یہ جاری فرمایا ہے۔ آپؐ تمام دنیا کی طرف رسول بن کر آئے تھے۔ اور آپکی خصوصیات یہ ہیں جو آپ نے ہمیں بتائی ہیں کہ آپؐ تمام دنیا کی طرف رسول بن کر آئے۔ یہ مقامِ ختمِ نبوت ہے کہ تمام نبیوں کی تمام صفات آپ میں جمع ہو گئیں۔ یہ آپ کا مقامِ ختمِ نبوت ہے اور آپ کو نبی کا مقام ملنے سے مقامِ ختم نبوت نہیں ملا بلکہ آپ کی پیدائش کے وقت سے ہی آپ کو مقامِ ختم نبوت مل گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ کی نبوت میں ہر چیز کی مہر لگ گئی ہے اور آپ کے زیرِ سایہ اب نبوت کا نظام جاری ہو سکتا ہے اس کے بغیر نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ یہ مضمون جو ایک احمدی کی روح ہے، جو ایک احمدی کے دین کی اساس ہے کئی مرتبہ بیان ہو چکا ہے۔ ہمارے علماء اور داعیین اس حوالے سے لوگوں کے شبہات اور غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جو چند اقتباسات میں نے پیش کئے ہیں اس کے علاوہ بھی آپ کی کتب اپنے آقا و سید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور عشق سے بھری پڑی ہیں۔ اپنی پہلی کتاب براہینِ احمدیہ سے لے کے اپنی آخری کتاب تک جو پیغامِ صلح ہے آپ کی تمام کتب میں مقام رسول اور غیرتِ رسول کا اظہار ہمیں نظر آتا ہے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر اس مضمون سے بھرا پڑا ہے۔ مَیں خود بھی اس کو مختلف رنگ میں، حالات میں خطبات میں بیان کرنے کی کوشش کرتا رہا ہوں لیکن آج پھر ذرا تفصیل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حوالے سے اس لئے بیان کیا ہے کہ وقتاً فوقتاً جیسا کہ میں نے کہا غیر از جماعت علماء یا اُن کے زیرِ اثر مسلمانوں کی طرف سے یہ سوال اُٹھایا جاتا ہے کہ احمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اور اس حوالے سے نئی نسل اور کم علم لوگوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور پھر احمدیت کی طرف منسوب کئے گئے ان جھوٹ کے پلندوں اور ظالمانہ الزامات کی وجہ سے عامۃ المسلمین میں سے ایک طبقہ ایسا ہے جو اپنے زعم میں ناموسِ رسالت کی خاطر اور غیرتِ دینی کی وجہ سے احمدیوں کی مخالفت میں جوش اور غیظ دکھاتے ہیں اور اس کے لئے کسی بھی حد سے گزر جانے کا رویہ اپناتے ہیں۔ اُن کے ذہنوں میں حقیقت واضح ہو جائے، شاید کہ اس طرح کسی کے دل میں کوئی بات اثر کر جائے اور ہماری طرف سے ہر کوشش ہونی چاہئے، ہماری کوئی کوشش ایسی نہ ہو جو نامکمل رہ جائے۔ گو اب اتمامِ حجت تو ہو چکا ہے لیکن پھر بھی ہمدردی کا جذبہ غالب آ جاتا ہے اور رحمت اللعالمین سے عشق اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ آپؐ کی طرف منسوب ہونے والوں کو سمجھانے کی ہر کوشش کی جائے۔

کل بھی مَیں نے اپنی تقریر میں واقعات سنائے تھے اُن میں بھی بعض لوگ ایسے تھے، جیسا کہ مَیں نے کہا ہے، جن کو جب حقیقت کا علم ہوا تو انہوں نے احمدیوں کے عشقِ رسول اور مقامِ خاتم النبین کو پہچان کر اور احمدیوں کے دلوں میں جو مقامِ خاتم النبیین ہے اُس کو دیکھ کر اپنے علماء کو برا بھلا کہا اور جماعت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ پس ہر مسلمان کہلانے والے کو سمجھنا چاہئے کہ اُس نے جان خدا کو دینی ہے۔ مولوی یا کوئی شدت پسند گروہ اُس وقت کام نہیں آئے گا جب حساب کتاب ہو رہا ہو گا۔ اُس وقت اِن لوگوں کا بھی یہی جواب ہو گا کہ ہم خود گمراہ تھے تمہیں کیا ہدایت دیتے؟ پس زمانے کو دیکھیں، حالات کو دیکھیں اور بلاوجہ مولوی کے غیظ و غضب دلانے کے زیرِ اثر نہ آئیں۔ یقیناً ایسے بھی بہت سے ہیں جو مولوی کی باتوں سے لاتعلق ہیں اور احمدیوں سے تعلقات بھی رکھتے ہیں۔ اُن کو کہا جاتا ہے کہ تمہارے دل عشقِ رسول اور غیرتِ رسول سے خالی ہیں۔ پمفلٹ تقسیم کئے جاتے ہیں کھلے عام تقسیم کئے جاتے ہیں اور دکانوں پر گھروں میں بھجوائے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ شریفانہ یا لاتعلقانہ رویہ باوجود مولوی کے غیرت دلانے کے اس لئے ہے کہ وہ مسلمان ہو کر پھر درندگی دکھانا نہیں چاہتے۔ وہ انسانی قدروں کو پامال نہیں کرنا چاہتے۔ وہ ناموسِ رسالت کے نام پر جھوٹی غیرت دکھا کر رحمت للعالمین کو بدنام نہیں کرنا چاہتے۔ پاکستان اور بعض ملکوں میں یہ رویے ان لوگوں کے ہیں جو مذہب کے نام پر سیاسی یا دنیوی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کوئی تعلق حبِّ رسول سے نہیں ہے بلکہ ان کے اپنے سیاسی مفادات ہیں۔ اور ان کی بات ماننا، سننا اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے کے مترادف ہے۔ یا پھر ان لوگوں کا تعلق دہشت گرد تنظیموں سے ہے جنہوں نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے یہ رویہ اپنایا ہوا ہے۔ جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اسلام کے نام پر جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے عوام الناس اور ملک کو یرغمال بنایا ہوا ہے، پاکستان میں خاص طور پر، جس کی وجہ سے شرافت نے اپنی زبان بند کی ہوئی ہے۔

پس ہم احمدی ہی ہیں جنہوں نے ان گردنوں کو بھی آزاد کروانا ہے۔ ہمارے پاس کوئی دنیاوی طاقت تو نہیں لیکن حقیقی غیرتِ رسول ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ آپؐ سے منسوب لوگوں کی گردنوں کو آزاد کروایا جائے۔ اس لئے ہم اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس محسنِ انسانیت کے صدقے آپ کی طرف منسوب ہونے والوں کو تباہ ہونے سے بچالے کہ یہی سب سے بڑا ہتھیار ہے جو ہماری کامیابیوں کا راز ہے، ساتھ ہی ہم ہر ذی شعور مسلمان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ اپنے خود ساختہ یا خوف کے زیرِ اثر گونگے پن کو زبان دو۔ خدا کا خوف اپنے اندر پیدا کرو، نہ کہ دنیا والوں کا۔ اسلام کے نام پر انسانیت کی قدریں پامال کر کے اُس محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین کو بدنام کرنے والوں کا ساتھ دے کر اُس رسول کی ناراضگی اور خدا کی ناراضگی مول نہ لو۔ اپنی شرافت کو زبان دو۔ انسانی شرف کو قائم کر کے پاکستان اور اسلام کا وقار بلند کرنے کی کوشش کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بلند کر کے آپ کی اپنی امت کے لئے کی گئی دعاؤں کے وارث بنو۔ اپنی حالتوں کو دیکھو اور غور کرو کہ باوجود اسلام اور رسول کی غیرت کے اُس اظہار کے جو تم اب تک کرتے رہے ہو یا کر رہے ہو، بدنامی اور ناکامی کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں کر رہے، نہ کر سکے۔ اس کی وجہ میرے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں، نعوذ باللہ، کسی قسم کی کمی نہیں ہے نہ ہی اسلام کے اعلیٰ اور مکمل دین ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک ہے بلکہ یہ تمہارے عمل اور رویے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) پر غور کرنا، اس کو نظر انداز کرنے کی وجہ ہے۔ پس سوچو اور غور کرو اللہ تعالیٰ تمہیں عقل دے۔

جہاں تک ہم احمدیوں کا سوال ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتے ہیں کہ ہم غیرتِ رسول اور ناموسِ رسول کے لئے اپنی جانیں قربان کرنا جانتے ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ہر احمدی جو اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے شہادت کا مقام حاصل کرتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی وجہ سے کرتا ہے۔ وہ اپنی جان کا نذرانہ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے اور حضرت خاتم الانبیاء پر درود پڑھتے ہوئے پیش کرتا ہے۔ وہ حقیقی درود پڑھتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کے نئے راستے ہمیں دکھاتا ہے۔ وہ درود جو ہمارے دل کی آواز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں اور یہ درود آپ کے افضل ہونے کے اظہار کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔ وہ درود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیتِ نبوت کا ادراک ہمارے دلوں میں مزید روشن تر کر کے پیدا کرتے ہوئے آپؐ کے مقامِ ختمِ نبوت کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلاتا ہے اور یہ سب فہم و ادراک اس طرح درود شریف پڑھنے کا ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہو کر اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں سے هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (تذکرۃ صفحہ نمبر 34 ایڈیشن چہارم 2004ء)۔ کی خوشنودی کی سند لے کر پھر ہمیں پیدا فرمایا ہے۔

پس کون ہے جو ہم سے عشقِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم چھین سکے۔ خدا کی قسم! ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تو ہم اُسے خوشی سے قبول کر لیں گے لیکن اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور آپ پر درود و سلام کے اس ادراک سے ایک انچ کا ہزارواں حصہ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ دنیا کے امتحان اور ابتلا تو ہم برداشت کر سکتے ہیں لیکن اپنے پیارے خدا کی ناراضگی اور اپنے آقا سے عشق میں کمی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اور جب ہم خدا اور رسول کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تو پھر اپنے وعدے کے مطابق سب سے زیادہ پیار کرنے والا خدا بھی ہمارے ساتھ ہو گا۔ اور آج تک کی تاریخِ احمدیت یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اب خدا تعالیٰ نے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر163

حاکم ومحکوم کی مخلصانہ راہنمائی (1)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنی عربی کتاب حَمَامَةُالبُشْرٰی میں خداتعالیٰ کی ایک عظیم بشارت کا ذکران الفاظ میں فرمایاہے کہ:

وَإِنَّ رَبِّی قَد بَشَّرَنِی فِی الْعَرَبِ وَأَلْهَمَنِی أَنْ أُمَوِّنَهُمْ وَأُرِيَهُمْ طَرِيْقَهُمْ وَأُصْلِحَ لَهُمْ شُيُوْنَهُم۔

(حمامة البشری روحانی خزائن جلد 7 صفحه 182)

ترجمہ:اورمیرے ربّ نے اہلِ عرب کی نسبت مجھے بشارت دی اورالہام کیاہے کہ میں ان کی خبرگیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اوران کے معاملات کودرست کروں۔

اس الٰہی ارشاد کے تحت جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربوں کے لئے کتب تالیف فرما کران کی راہنمائی فرمائی وہاں آپ کے بعدآپ کے خلفائے عظام نے بھی آپؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہرموقع پر نہ صرف فرضِ نصیحت ادا فرمایا بلکہ عربوں کی خبرگیری اوران کے معاملات کی درستگی کے لئے ہرممکن عملی قدم بھی اٹھایا۔دینی، دنیاوی اورسیاسی بلکہ ہرسطح پر خلفائے احمدیت نے خداداد بصیرت سے ہمیشہ عربوں کواپنے معاملات درست کرنے کی ہمیشہ ٹھیک راہ بتائی۔چاہے یہ اموِرعرب ممالک کی آزادی سے تعلق رکھتے ہوں یاان ممالک میں موجودمقدس مقامات کی حفاظت سے،خواہ ان کاتعلق عرب ممالک کے مغربی ممالک کے ساتھ بڑے بڑے تجارتی معاہدوں سے ہو یا سیاسی مقاصد سے،عربوں کے مفادات کے تحفظ کا معاملہ ہویاانکے ملکی اورعلاقائی استحکام اورامن وامان کا، الغرض ہرمعاملہ میں خلفائے احمدیت نے اپنے قیمتی اور مخلصانہ مشوروں او رکوششوں اور دعاؤں سے ہمیشہ عرب ممالک کی مدد کی۔اور ہمیشہ خبرگیری کے اس فرض کوکماحقہ ادا کیا۔

خلیج کے بحران پرحضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس فرض کو ادا کرتے ہوئے متعدد خطبات ارشاد فرمائےجن کے آخر پرعرب حکومتوں کے بارہ میں فرمایا:

’’اگروہ ان عاجزانہ غریبانہ نصیحتوں پرعمل کریں گےتو بلاشبہ کامیاب اورکامران ہوں گے،اوردنیا میں بھی سرفراز ہوں گے اورآخرت میں بھی سرفراز ہوں گے۔لیکن اگر خدانخواستہ انہوں نے اپنے عارضی مفادات کی غلامی میں اسلام کےمفادات کوپرے پھینک دیااوراسلامی تعلیم کی پرواہ نہ کی تو پھردنیا کی کوئی طاقت ان کودنیااورخداکےغضب سے بچانہیں سکےگی۔‘‘

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس نصیحت پرکسی عرب حکومت نے کان نہ دھرے اور پھراس کے بعد جو صورتحال پیدا ہوئی وہ حقیقت میں حضورانور رحمہ اللہ کے مذکورہ کلمات کاواضح عکس لئے ہوئے تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزنے بھی اپنی خلافت کے آغاز سے ہی متعدد بار کئی امور میں عربوں کی خبرگیری کا فرض ادا کیا لیکن جب عرب ممالک میں مظاہرات اورحکومت کے خلاف بعض عوامی تحریکوں سے امن وامان کی صورتحال دگرگوں ہوئی تو جس تفصیل کے ساتھ حضورانورنے اس حالت کا تجزیہ اوراس کے حل کے لئے مخلصانہ مشورے عطا فرمائے ہیں وہ صرف خلافت کا ہی خاصہ ہے۔

ان مشوروں اورنصائح کے مفصل بیان سے قبل کسی قدر اختصار کے ساتھ ان عوامی مظاہروں کی ابتدا کے بارہ میں جاننا ضروری ہے۔

’’انقلابی‘‘تحریکات کانقطہءآغاز

مختلف عرب حکومتوں کے خلاف ان مظاہروں، توڑ پھوڑ اورشوروغوغا- جسے انقلابی تحریکات کا نام دیا گیا -کی ابتدا تیونس (Tunis) سے ہوئی۔ اور اس آگ کوبھڑکانے والا وہ پہلاشعلہ’’محمدالبوعزیزی‘‘نامی ایک شخص کی خودکشی ٹھہرا۔یہ شخص یونیورسٹی کا فارغ التحصیل تھالیکن کوئی کام نہ ملنے کی وجہ سے بالآخر ریڑھی لگانے پر مجبور ہوگیا۔ایک دن پولیس کی طرف سے اس کے رزق کاواحد ذریعہ یہ ریڑھی بھی ضبط کرلی گئی کیونکہ اس کے پاس ریڑھی لگانے کی اجازت یالائسنس نہ تھا۔اور اس کے احتجاج پراسے تھپڑ مارا گیا۔ جب وہ تھانے میں رپورٹ لکھوانے گیا تو اس کی کوئی شنوائی نہ ہوئی۔تنگ آ کراس نے 17دسمبر 2010ءکو’’سیدی بوزید‘‘ کے ضلعی دفتر کے سامنے خودسوزی کرلی۔اسکے اگلے ہی دن 18دسمبر 2010ءکو ہزارہا تیونسی باشندوں نے اس افسوسناک حادثے اورملک میں عدالتی نظام کے فقدان اور بے روزگاری کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ شروع کیاجن میں اس وقت مزید شدت آ گئی جب 4جنوری 2011ءکوخودسوزی کرنے والے اس نوجوان کی 26سال کی عمرمیں وفات ہوگئی۔اور بالآخر 14جنوری 2011ءکوصدرتیونس زین العابدین بن علی کو 23سال حکومت کرنے کے بعداپنا ملک چھوڑنا پڑا۔

جس کے بعد 25جنوری 2011ءکو یہ مظاہرے مصر کی سرزمین میں بھی پھیل گئے۔اور 11رفروری 2011ءکومصری صدرحسنی مبارک کواقتدار سے علیحدہ ہونا پڑا۔اسی دن یعنی 11رفروری 2011ء کو ہی یمن میں کومت کے خلاف مظاہرے شروع ہوگئے۔پھر 14رفروری 2011ءکومظاہروں کا یہ سلسلہ بحرین تک جا پہنچا۔جبکہ 15رفروری 2011ءکو لیبیا میں ان مظاہروں کی رَو چلی اور15مارچ 2011ءکویہ فضا شام کے گلی کوچوں میں بھی پھیلنے لگی۔اسی طرح دیگرعرب ممالک تک بھی کسی نہ کسی طرح اس آگ کی تپش ضرورپہنچی جس کا آغازمحمدالبوعزیزی کی خودسوزی سے ہوا۔

دستورعمل اورگلدستہءنصیحت

بلادعربیہ میں لگی اس آگ پر جہاں اہل غرب نے تیل کا کام کیاوہاں خودان ممالک کے باشندوں اور دیگرمسلمان ممالک نے بھی کلمہ حق کہنے کی بجائے مختلف سیاسی بیانات او رمفاد پرستی کے لبادے میں ملبوس آراءکوہی اپنا موقف قرار دیا۔ایسی حالت میں صرف ایک ایسی آوازتھی جومحض خدا کی خاطرنہایت مخلصانہ نصیحت پرمشتمل تھی، جوصرف حاکم کوہی نہیں سمجھا رہی تھی بلکہ محکوم کوبھی درست راہ دکھا رہی تھی۔ یہ آواز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تھی ۔آپ نے 25فروری 2011ءکوتمام صورتحال کے تجزیئےاورمختلف مشوروں اورراہنمائی پرمشتمل ایک تاریخی خطبہ ارشادفرمایا جوعربوں کے لئے خصوصًا اور تمام دنیاکے مسلمانوں کے لئےعمومًا ایک دستورعمل اور گلدستۂنصیحت کی حیثیت رکھتاہے۔ہم ذیل میں مختلف عناوین کے تحت اس خطبہ جمعہ کے بعض حصے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

عالم اسلام کے لئے پردرددعاؤں کی تحریک

اس خطبہ جمعہ میں حضورانورنے سب سے پہلے افراد جماعت احمدیہ کو ایک فرضِ دعا کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی،آپ نے فرمایا:

’’آج مَیں ایک دعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کاتعلق تمام عالَمِ اسلام سے ہے۔اِس وقت مسلمانوں سے ہمدردی کا تقاضا ہےاورایک احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جومحبت ہےاور ہونی چاہئے، اُس کا تقاضا ہے کہ جوبھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئےکلمہ پڑھتاہے، جوبھی اپنے آپ کومسلمان کہتا ہے، جوبھی مسلمان ہونے کی وجہ سےکسی بھی قسم کے نقصان کا نشانہ بنایا جارہاہے یاکسی بھی مسلمان ملک میں کسی بھی طرح کی بےچینی اورلاقانونیت ہےاُس کے لئے ایک احمدی جوحقیقی مسلمان ہے، اُسے دعا کرنی چاہئے۔ ہم جواس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ہمارا سب سے زیادہ یہ فرض بنتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی میں بڑھ کراظہارکرنے والے ہوں۔ جب ہم عہدِ بیعت میں عام خلق اللہ کے لئے ہمدردی رکھنے کا عہدکرتے ہیں تو مسلمانوں کے لئے تو سب سے بڑھ کراس جذبے کی ضرورت ہے۔‘‘

پھرفرمایا:

’’احمدی کواسلامی دنیاکے لئے خاص طورپربہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے کہ ہر ملک اس لپیٹ میں آ جائے اور پھرظلموں کی ایک اور طویل داستان شروع ہوجائے خدا تعالیٰ حکومتوں اور عوام دونوں کوعقل دے اورتقویٰ کا راستہ اختیارکرنے کی توفیق عطافرمائے۔‘‘

عملی مددکی خواہش

جماعت احمدیہ ان عرب ممالک کی خبرگیری کے فرض کی انجام دہی کیلئے اپنی تمام ترکوشش صرف کرنے کو تیارہےلیکن ہمارے پاس عملی طورپران کی مدد کے وسائل نہیں ہیں،حضورانورنے فرمایا:

’’ہمارے پاس دنیاوی حکومت اوروسائل تونہیں جس سے ہم مسلمانوں کی عملی مددبھی کرسکیں یاکسی بھی ملک میں اگرضرورت ہوتو کرسکیں، خاص طورپربعض ممالک کی موجودہ سیاسی اورمُلکی صورتِ حال کے تناظر میں ہمارے پاس یہ وسائل نہیں ہیں کہ ہم جا کر مدد کرسکیں۔ ہاں ہم دعا کرسکتے ہیں اوراس طرف ہر احمدی کوتوجہ دینی چاہئے۔‘‘

عملی مددکی ایک کوشش کرنے کی ہدایت

حضورانور نے ان حالات میں احمدیوں کو اپنا کردارادا کرنے کی ہدایت فرمائی،آپ نے فرمایا:

’’جواحمدی ان ممالک میں بس رہے ہیں یا اُن ممالک کے باشندے ہیں جن میں آج کل بعض مسائل کھڑے ہوئے ہیں، اُن کو دعا کے علاوہ اگرکسی احمدی کے اربابِ حکومت یاسیاستدانوں سے تعلق ہیں تو انہیں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانی چاہئے کہ اپنے ذاتی مفادات کے بجائے اُن کوقومی مفادات کو ترجیح دینی چاہئے۔‘‘

پھرفرمایا:

’’مَیں پھرکہتا ہوں کہ ہمارے احمدی جوعرب ملکوں میں بھی رہتے ہیں یا اُن کا اسلامی حکومتوں کے سیاستدانوں اورلیڈروں سےبھی کوئی تعلق ہے یارسوخ ہےتو اُن کو بتائیں کہ اگرتم نے ہوش نہ کی، انصاف اور تقویٰ کوقائم کرنے کے لئے بھرپورکوشش نہ کی، مُلّاں کے چُنگل سے اپنے آپ کو نہ نکالا، شدت پسند گروہوں پرکڑی نظر نہ رکھی تو کوئی بعیدنہیں کہ مُلّاں مذہب کے نام پربعض ملکوں میں حکومت پرمکمل قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور پھر مذہب کے نام پر ایسے خوفناک نتائج سامنے آئیں گے جوعوام کومزید اندھیروں میں دھکیل دیں گے۔ مذہب کے نام پرایک فرقہ دوسرے فرقے پرظلم کرتا چلا جائے گا۔ اوراس فساد کی صورت میں پھربڑی طاقتوں کومتعلقہ ملکوں میں اپنی مرضی سے دَرآنے کا پروانہ مل جائے گا۔امن کے نام پروہاں آکر بیٹھ جانے کا اُن کوآپ لائسنس دے دیں گے،جس سے پھرفساد ہوگا، جانوں کونقصان ہوگا، املاک کا نقصان ہوگا اور بالواسطہ یا بلا واسطہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے کا انتظام بھی ہوسکتا ہے بلکہ یقینی طورپر ہوگا۔اورسب سے بڑھ کر یہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک وسیع جنگ دنیا کواپنی لپیٹ میں لےسکتی ہے، لے لے گی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اورمسلم اُمّہ کو اوران کے رہنماؤں کوعقل دے،سمجھ دے کہ خدا تعالیٰ کاخوف دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں۔‘‘

خرابی کی نشاندہی

جماعت احمدیہ کےفرض اورعملی کوشش کے ذکر کے بعدحضورانورنے ان حالات کانہایت حکیمانہ تجزیہ فرمایااوراس خرابی کی نشاندہی فرمائی جواس فساد کی جڑھ کی حیثیت رکھتی ہے۔اس ضمن میں مختلف حکام کی طرف سے جوغلطی کی گئی اسکی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضورانورنےفرمایا:

’’عموماً مسلمان اربابِ اختیاراورحکومت جب اقتدار میں آتے ہیں،سیاسی لیڈر جب اقتدار میں آتے ہیں یا کسی بھی طرح اقتدار میں آتے ہیں تو حقوق العباداوراپنےفرائض بھول جاتے ہیں۔اس کی اصل وجہ تو ظاہر ہےتقویٰ کی کمی ہے۔جس رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جس کتاب قرآنِ کریم پر ایمان لانے اور پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اُس کے بنیادی حکم کو بھول جاتے ہیں کہ تمہارے میں اور دوسرے میں مابہ الامتیاز تقویٰ ہے۔ اور جب یہ امتیاز باقی نہیں رہا تو ظاہر ہے کہ پھر دنیا پرستی اور دنیاوی ہوس اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ گو مسلمان کہلاتے ہیں، اسلام کا نام استعمال ہو رہا ہوتا ہے لیکن اسلام کے نام پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی کی جا رہی ہوتی ہے۔ دولت کو، اقتدار کی ہوس کو، طاقت کے نشہ کو خدا تعالیٰ کے احکامات پر ترجیح دی جا رہی ہوتی ہے یا دولت کو سنبھالنے کے لئے، اقتدار کو مضبوط کرنے کے لئے غیر ملکی طاقتوں پر انحصار کیا جا رہا ہوتا ہے۔ غیر طاقتوں کے مفادات کی حفاظت اپنے ہم وطنوں اور مسلم اُمّہ کے مفادات کی حفاظت سے زیادہ ضروری سمجھی جاتی ہے اور اس کے لئے اگر ضرورت پڑے تو اپنی رعایا پر ظلم سے بھی گُریز نہیں کیا جاتا۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دولت کی لالچ نے سربراہانِ حکومت کو اس حد تک خود غرض بنا دیا ہے کہ اپنے ذاتی خزانے بھرنے اور حقوق العباد کی ادنیٰ سی ادائیگی میں بھی کوئی نسبت نہیں رہنے دی۔ اگر سَو (100) اپنے لئے ہے تو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے ہے۔ جو خبریں باہر نکل رہی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ کسی سربراہ نے سینکڑوں کلوگرام سونا باہر نکال دیا تو کسی نے اپنے تہ خانے خزانے سے بھرے ہوئے ہیں۔ کسی نے سوئس بینکوں میں مُلک کی دولت کو ذاتی حساب میں رکھا ہوا ہے اور کسی نے غیر ممالک میں بے شمار، لاتعداد جائیدادیں بنائی ہوئی ہیں اور مُلک کے عوام روٹی کے لئے ترستے ہیں...... لیکن سربراہ جو ہیں، لیڈر جو ہیں وہ اپنے محلوں کی سجاوٹوں اور ذاتی استعمال کے لئے قوم کے پیسے سے لاکھوں پاؤنڈ کی شاپنگ کر لیتے ہیں۔ ...... مسلمان سربراہوں نے جن کو ایک رہنما کتاب، شریعت اور سنت ملی جو اپنی اصلی حالت میں آج تک زندہ و جاوید ہے باوجود اس قدر رہنمائی کے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی دھجیاں اڑائی ہیں۔‘‘

پھر فرمایا:

’’کہاں تو مومن کو یہ حکم ہے کہ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم بھی یہ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:11) کہ مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ لیکن بعض ملکوں میں مثلاً مصر سے بھی اور دوسرے ملکوں سے بھی یہ خبریں آئی ہیں کہ حکومت نے قانونی اختیار کے تحت عوام کے خلاف جو کارروائی کی ہے وہ تو کی ہے لیکن اسی پر بس نہیں بلکہ عوام کو بھی آپس میں لڑایا گیا ہے۔‘‘

پھر فرمایا:

’’اگر سیاستدان ایماندار ہوں، سربراہانِ مملکت اپنے عوام کی خیر خواہی نیک نیتی سے چاہتے ہوں، اُن کے حقوق کا تحفظ کریں تو نہ کبھی بے چینی پھیلے، نہ ہی شدت پسند تنظیموں کو اُبھرنے کا موقع ملے، نہ بیرونی طاقتیں غلط رنگ میں اپنے مفاد حاصل کر سکیں۔ بہرحال مختصر یہ کہ جو کچھ ہو رہا ہے، یہ جو ظلم ہر جگہ نظر آ رہے ہیں دنیا کو تباہی کی طرف لے جاتے نظر آ رہے ہیں۔ اگر حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہوا، انصاف قائم نہ ہوا تو آج نہیں تو کل یہ تباہی اور جنگ دنیا کو لپیٹ میں لے لے گی۔ اور بعید نہیں کہ اس کے ذمہ دار یا وجہ بعض مسلمان ممالک ہی بن جائیں۔‘‘

اس خرابی کا منطقی ردّعمل

حضور انور نے مفصل طور پر اس خرابی کا ذکر کیا جو مختلف عرب اور اسلامی ممالک میں حکمرانوں کا شیوہ بن گیا ہے چنانچہ اس کا ردّعمل تو ظاہر ہونا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

’’پس امتِ مسلمہ تو ایک طرف رہی یعنی دوسرے ملک جن کے حقوق ادا کرنے ہیں یہاں تو اپنے ہم وطنوں کے بھی مال غصب کئے جا رہے ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ تقویٰ پر چل کر حکومت چلانے والے ہوں گے، یا حکومت چلانے والے ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ ملک میں فساد اور افراتفری پیدا کرنے کا ذریعہ تو بن سکتے ہیں۔ طاقت کے زور پر کچھ عرصہ حکومتیں تو قائم کر سکتے ہیں لیکن عوام الناس کے لئے سکون کا باعث نہیں بن سکتے۔ پس ایسے حالات میں پھر ایک ردّعمل ظاہر ہوتا ہے جو گو اچانک ظاہر ہوتا ہوا نظر آ رہا ہوتا ہے لیکن اچانک نہیں ہوتا بلکہ اندر ہی اندر ایک لاوا پک رہا ہوتا ہے جو اَب بعض ملکوں میں ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے اور بعض میں اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ جب یہ لاوا پھٹتا ہے تو پھر یہ بھی طاقتوروں اور جابروں کو بھسم کر دیتا ہے۔ اور پھر کیونکہ ایسے ردّعمل کے لئے کوئی معین لائحہ عمل نہیں ہوتا۔ اور مظلوم کا ظالم کے خلاف ایک ردّعمل ہوتا ہے۔ اپنی گردن آزاد کروانے کے لئے اپنی تمام تر قوتیں صرف کی جا رہی ہوتی ہیں۔ اور جب مظلوم کامیاب ہو جائے تو وہ بھی ظلم پر اُتر آتا ہے۔‘‘

حقیقی تقویٰ کے فقدان کے نتائج

’’اگر مسلمان لیڈر شپ میں تقویٰ ہوتا، حقیقی ایمان ہوتا تو جہاں سربراہانِ حکومت جو بادشاہت کی صورت میں حکومت کر رہے ہیں یا سیاستدان جو جمہوریت کے نام پر حکومت کر رہے ہیں، وہ اپنے عوام کے حقوق کا خیال رکھنے والے ہوتے۔ پھر اسلامی ممالک کی ایک تنظیم ہے، یہ تنظیم صرف نام کی تنظیم نہ ہوتی بلکہ مسلمان ممالک انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہوتے نہ کہ اپنے مفادات کے لئے اندر خانے ایسے گروپوں کی مدد کرنے والے جو دنیا میں فساد پیدا کرنے والے ہیں۔ اگر حقیقی تقویٰ ہوتا تو عالمِ اسلام کی ایک حیثیت ہوتی۔ عالمِ اسلام اپنی حیثیت دنیا سے منواتا۔ برّاعظم ایشیا کا ایک بہت بڑا حصہ اور دوسرے برّاعظموں کے بھی کچھ حصوں میں اسلامی ممالک ہیں، اسلامی حکومتیں ہیں۔ لیکن دنیا میں عموماً ان سب ممالک کو غریب قوموں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے یا غیر ترقی یافتہ قوموں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے یا کچھ ترقی پذیر کہلاتی ہیں۔ بعض جن کے پاس تیل کی دولت ہے، وہ بھی بڑی حکومتوں کے زیرِ نگیں ہیں۔ ان کے بجٹ، ان کے قرضے جو وہ دوسروں کو دیتے ہیں، اُن کی مدد جو وہ غریب ملکوں کو دیتے ہیں، یا مدد کے بجٹ جو غریب ملکوں کے لئے مختص کئے ہوتے ہیں اُس کی ڈور بھی غیر کے ہاتھ میں ہے۔ خوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ سے، خدا کے بجائے بندوں سے ڈرنے کی وجہ سے، نااہلی اور جہالت کی وجہ سے اور اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے نہ ہی دولت کا صحیح استعمال اپنے ملکوں میں انڈسٹری کو ڈویلپ (Develop) کرنے میں ہوا ہے، نہ زراعت کی ترقی میں ہوا ہے۔ حالانکہ مسلمان ممالک کی دولتِ مشترکہ مختلف ملکوں کے مختلف موسمی حالات کی وجہ سے مختلف النوع فصلیں پیدا کرنے کے قابل ہے۔ یہ مسلمان ملک مختلف قدرتی وسائل کی دولت اور افرادی قوت سے اور زرخیز ذہن سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن کیونکہ مفادات اور ترجیحات مختلف ہیں، اس لئے یہ سب کچھ نہیں ہو رہا۔ آخر کیوں مسلمان ملکوں کے سائنسدان اور موجد اپنے زرخیز ذہن کی قدر ترقی یافتہ ممالک میں جا کر کرواتے ہیں۔ اس لئے کہ اِن کی قدر اپنے ملکوں میں اُس حد تک نہیں ہے۔ اُن کو استعمال نہیں کیا جاتا۔ اُن کو سہولتیں نہیں دی جاتیں۔ جب اُن کے قدم آگے بڑھنے لگتے ہیں تو سربراہوں یا افسر شاہی کے ذاتی مفادات اُن کے قدم روک دیتے ہیں۔‘‘

حقیقی تقویٰ کی راہیں تلاش کریں

حضور انور نے دونوں اطراف یعنی حاکم و محکوم کو عمومی نصیحت کے طور پر فرمایا:

’’یہ سب کچھ گزشتہ چند ہفتوں میں مصر، تیونس یا لیبیا وغیرہ دوسرے ملکوں میں ہوا یا ہو رہا ہے...... یہ سب عالمِ اسلام کی بدنامی کا باعث ہے...... پس اس وقت اسلام کی ساکھ قائم کرنے کے لئے، ملکوں میں امن پیدا کرنے کے لئے، عوام الناس اور اربابِ حکومت و اقتدار میں امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے جس کی طرف کوئی بھی توجہ دینے کو تیار نہیں۔ توجہ کی صرف ایک صورت ہے کہ توبہ اور استغفار کرتے ہوئے ہر فریق خدا تعالیٰ کے آگے جھکے۔ تقویٰ کے راستے کی تلاش کرے...... اس فساد کو دور کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے اس زمانے میں آپؐ کے مسیح و مہدی کو قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانا۔ جب تک اس طرف توجہ نہیں کریں گے، دنیاوی لالچ بڑھتے جائیں گے۔ اصلاح کے لئے راستے بجائے روشن ہونے کے اندھیرے ہوتے چلے جائیں گے۔ اس کے علاوہ اب اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تقویٰ کا حصول خدا تعالیٰ سے تعلق کے ذریعے سے ہی ملنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق اُس اصول کے تحت ملے گا جس کی رہنمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی، اللہ تعالیٰ نے فرما دی۔‘‘

نظامِ خلافت ہی حل ہے

حضور انور نے ایک ویب سائٹ کی خبر کا ذکر فرمایا اور آخر پر اس خبر میں موجود امور کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش فرمایا:

’’یہ اُس کی باتوں کا خلاصہ ہے، مسلمانوں کو ایک کرنے کے لئے، انصاف قائم کرنے کے لئے، دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے یقیناً نظامِ خلافت ہی ہے جو صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ حکمرانوں اور عوام کے حقوق کی نشاندہی اور اس پر عمل کروانے کی طرف توجہ یقیناً خلافت کے ذریعے ہی مؤثر طور پر دلوائی جا سکتی ہے۔ یہ لکھنے والے نے بالکل صحیح لکھا ہے لیکن جو سوچ اس کے پیچھے ہے وہ غلط ہے۔ جو طریق انہوں نے بتایا ہے کہ عوام اٹھ کھڑے ہو جائیں اور نظامِ خلافت کا قیام کر دیں، یہ بالکل غلط ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نظامِ خلافت سے وابستگی سے ہی اب مسلم اُمّہ کی بقا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا اس تنظیم نے مسلمانوں کی حیثیت منوانے اور اُن کو صحیح راستے پر چلانے کے لئے بہت صحیح حل بتایا ہے لیکن اس کا حصول عوام اور انسانوں کی کوششوں سے نہیں ہو سکتا۔ کیا خلافتِ راشدہ انسانی کوششوں سے قائم ہوئی تھی۔ باوجود انتہائی خوف اور بے بسی کے حالات کے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دل پر تصرف کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے کھڑا کر دیا تھا۔ پس خلافت خدا تعالیٰ کی عنایت ہے۔ مومنین کے لئے ایک انعام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کچھ عرصہ تک خلافتِ راشدہ کے قائم ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور اس کے بعد ہر آنے والا اگلا دور ظلم کا دور ہی بیان فرمایا تھا۔ پھر ایک امید کی کرن دکھائی جو قرآنی پیشگوئی وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) میں نظر آتی ہے اور اس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح و مہدی کے ظہور سے فرمائی جو غیر عرب اور فارسی الاصل ہوگا۔ جس کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور مُہر کے تحت غیر تشریعی نبوت کا مقام ہو گا۔ پس اگر مسلمانوں نے خلافت کے قیام کی کوشش کرنی ہے تو اِس رہنما اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کریں۔‘‘

انسانی کوششوں سے نظامِ خلافت قائم کرنے کے خواب دیکھنے والوں کو مخاطب کر کے حضور انور نے فرمایا:

’’پس خلافت کے لئے اللہ تعالیٰ کے رحم نے جوش مارنا تھا نہ کہ حکومتوں کے خلاف مسلمانوں کے پُر جوش احتجاج سے خلافت قائم ہونی تھی۔ کیا ہر ملک میں خلافت قائم کریں گے؟ اگر کریں گے تو کس ایک فرقے کے ہاتھ پر تمام مسلمان اکٹھے ہوں گے۔ نماز میں امامت تو ہر ایک فرقہ دوسرے کی قبول نہیں کرتا۔

پس اس کا ایک ہی حل ہے کہ پہلے مسیح موعودؑ کو مانیں اور پھر آپ علیہ السلام کے بعد آپؑ کی جاری خلافت کو مانیں۔ یہ وہ خلافت ہے جو شدت پسندوں کا جواب شدّت پسندی کے رویّے دکھا کر قائم نہیں ہوئی۔ مسلم اُمّہ کے دو گروہوں کے درمیان گولیاں چلانے اور قتل و غارت کرنے سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش دلانے سے قائم ہونے والی خلافت ہے۔ اور جو خلافت اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کی عنایت سے ملے گی تو وہ نہ صرف مسلم اُمّہ کے لئے محبت پیار کی ضمانت ہوگی بلکہ کُل دنیا کے لئے امن کی ضمانت ہوگی۔ حکومتوں کو اُن کے انصاف اور ایمانداری کی طرف توجہ دلائے گی۔ عوام کو ایمانداری اور محنت سے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائے گی۔

پس جماعتِ احمدیہ تو ہمیشہ کی طرح آج بھی اس تمام فساد کا جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے ایک ہی حل پیش کرتی ہے کہ خیرِ اُمّت بننے کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر، دنیا کے دل سے خوف دور کر کے اُس کے لئے امن، پیار اور محبت کی ضمانت بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن جاؤ۔ اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ اب بھی جسے چاہے کلیم بنا سکتا ہے تا کہ خیرِ اُمّت کا مقام ہمیشہ اپنی شان دکھاتا رہے۔ یہ سب کچھ زمانے کے امام سے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

سچائی ایک ایسی چیز ہے جو نبی کے سچا ہونے کے لئے اور تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو تبھی پورا کر سکتے ہیں جب اس خُلق کو اپنائیں گے۔ تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جس سچے اور کامل نبی کے عاشقِ صادق کے ساتھ تم جُڑ گئے ہو یا جڑنے کا دعویٰ کرتے ہو اُس کے ساتھ حقیقت میں جڑنا تو تبھی ہو گا جب کوئی تم پر یہ کہہ کر انگلی نہ اُٹھائے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیت کی فتح کے لئے سچائی کا ہتھیار ہے جو ہم نے استعمال کرنا ہے

اب اسلام کی ترقی احمدیت کی ترقی سے وابستہ ہے لیکن اس ترقی کا حصہ بننے کے لئے اس سچائی کے پھیلانے کے لئے جو احمدیوں کی ذمہ داری ہے اُس کو ادا کرنے کے لئے ہمیں اپنے عمل بھی سچے کرنے ہوں گے۔

اگر ہم نے اُس غلبے کا حصہ بننا ہے جو اسلام کے لئے مقدر ہے انشاء اللہ، اگر ہم نے اُس غلبے کا حصہ بننا ہے جس کا وعدہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ بھی کیا ہے تو پھر ہمیں ہر آن اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم سچے ہیں؟ اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنے جماعتی معاملات میں، اپنے کاروباری معاملات میں ہمیں جائزے لینے ہوں گے۔ اگر جائزے بے چینی پیدا کرنے والے ہیں تو پھر ہمیں فکر کی ضرورت ہے۔ بیشک احمدیت کا غلبہ تو یقینی ہے انشاء اللہ اور اس غلبے کو ہم ہر روز مشاہدہ بھی کر رہے ہیں، لیکن سچائی کا حق ادا نہ کرنے والے اس غلبے کا حصہ بننے سے محروم رہیں گے۔

اللہ کرے کہ ہم سچائی کے پھیلانے کا یہ روحانی حربہ استعمال کر کے دنیا کے سعید فطرتوں اور نیکیوں کے متلاشیوں کو جمع کر کے ان کے ذریعہ صدق کی ایسی دیواریں کھڑی کرنے والے بن جائیں جس کو کوئی جھوٹی اور شیطانی طاقت گرا نہ سکے۔ اور پھر یہ صدق کا نور جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے وہ نور جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتو ہے دنیا میں پھیلے اور پھیلتا چلا جائے، انشاء اللہ، اور دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر توحید کے نظارے دیکھنے والی بن جائے، اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

فیصل آباد کے مکرم نسیم احمد بٹ صاحب ابن مکرم محمد رمضان بٹ صاحب کی دردناک شہادت کا تذکرہ اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 9؍ستمبر 2011ء بمطابق 9؍تبوک 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

سچائی ایک ایسا وصف ہے کہ جس کے اپنانے کے بارے میں صرف مذہب ہی نے نہیں کہا بلکہ ہر شخص جس کا کوئی مذہب ہے یا نہیں اس اعلیٰ خُلق کے اپنانے کا پُرزور اظہار کرتا ہے۔ لیکن اگر ہم جائزہ لیں تو اس اظہار کے باوجود سچائی کے اظہار کا حق نہیں ادا کیا جاتا۔ جس کو جب موقع ملتا ہے اپنے مفاد کے حصول کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔ انسان کی ذاتی زندگی سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک میں سچائی کا خُلق اپنانے کا جس شدت سے اظہار کیا جاتا ہے اُسی شدت سے وقت آنے پر اُس کی نفی کی جاتی ہے۔ اپنے مفاد حاصل کرنے کے لئے روزمرہ کے معمولی معاملات میں بھی جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے اور وہ حقیقی سچائی جسے قولِ سدید کہتے ہیں اُس کی نفی ہو رہی ہوتی ہے۔ کاروباری معاملات ہیں تو دنیا کا ایک بہت بڑا طبقہ اِن میں جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔ معاشرتی تعلقات ہیں تو ان میں بسا اوقات جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ملکی سیاست ہے تو اس میں سچ کا خون کیا جاتا ہے۔ بین الاقوامی سیاست اور تعلقات ہیں تو اِس کی بنیاد بھی جھوٹ پر ہے۔ اکثر دفعہ تو یہی دیکھنے میں آیا ہے۔ حتی کہ مذہب جو خالصتاً سچائی کو لانے والا اور پھیلانے والا ہے اس میں بھی مفاد پرستوں نے جھوٹ کو شامل کر کے سچ کی دھجیاں بکھیر دی ہیں یا کوشش کرتے ہیں کہ سچ کو اس طرح چھپا دیں کہ سچ کا نشان نظر نہ آئے۔ بعض لوگ تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اتنا جھوٹ بولو کہ سچ جو ہے وہ جھوٹ بن جائے اور جھوٹ جو ہے وہ سچ بن جائے۔ یہ بے خوفی اور بیبا کی سچائی کو ہر سطح پر پامال کرنے کی اس لئے پیدا ہو گئی ہے کہ خدا تعالیٰ پر یقین نہیں رہا۔ اگر خدا تعالیٰ پر یقین ہو تو ہر سطح پر جھوٹ کا سہارا اس طرح نہ لیا جائے جس طرح اس زمانے میں لیا جاتا ہے یا اکثر لیا جاتا ہے۔ ذاتی زندگی میں گھروں میں ناچاقیاں اس لئے بڑھتی ہیں کہ سچائی سے کام نہیں لیا جاتا اور اس سچائی سے کام نہ لینے کی وجہ سے میاں بیوی پر اعتماد نہیں کرتا اور بیوی میاں پر اعتماد نہیں کرتی اور جب بچے دیکھتے ہیں کہ ماں باپ بہت سے موقعوں پر جھوٹ بول رہے ہیں تو بچوں میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ نئی نسل جب بعض غلط کاموں میں پڑ جاتی ہے وہ اس لئے کہ گھروں کے جھوٹ اُنہیں برائیوں پر اُبھارتے ہیں۔ یوں لاشعوری طور پر یا شعوری طور پر اگلی نسلوں میں بجائے سچائی کی قدریں پیدا کرنے کے اُسے بعض گھر زائل کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنے بچوں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر باقی معاشرے سے تعلقات کا بھی یہی حال ہے۔ اسی طرح کاروباری جھوٹ ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بدقسمتی سے مسلمان ممالک میں یہ زیادہ عام بیماری ہے۔ سچائی اور صداقت کا جتنا شور مچایا جاتا ہے اتنا ہی عملاً اس کی نفی کی جاتی ہے۔ اسی طرح ملکی سیاست ہے اس میں عموماً جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن مسلمان کہلانے والے ممالک جن کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچائی پر قائم رہنے اور جھوٹ سے نفرت کرنے کی تلقین کی ہے، بڑی شدت سے ہدایت دی ہے وہ اُتنا ہی جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔

گزشتہ دنوں پاکستان میں کراچی اور سندھ کے حالات پر جب ایک سیاستدان نے اپنے لوگوں

سے ناراض ہوکر اندر کا تمام کچا چٹھا بیان کیا تو بعض سیاستدانوں اور تبصرہ نگاروں نے یہ تبصرہ کیا کہ سچائی کا اظہار سیاستدان کا کام نہیں ہے۔ سیاستدان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ کبھی سچ بولے۔ یہ اگر سچ بول رہا ہے تو یہ سیاستدان نہیں ہے بلکہ پاگل ہوگیا ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا کہ جو باتیں ہیں وہ غلط ہیں، تبصرہ ہورہا ہے تو اس بات پر کہ یہ سچ بول رہا ہے اس لئے پاگل ہے۔ تبصرے والے کہتے ہیں کہ اس نے اپنی سیاسی زندگی اور دنیاوی منفعت کو داؤ پر لگادیا ہے، جوصرف ایک پاگل ہی کرسکتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک یہ سچائی اور صداقت زوال کا ذریعہ بنے گی۔ یہ تو ان کا حال ہے۔ پس ان کی نظر میں سیاست اور حکومت خدا کے قول پر حاوی ہے۔ اللہ اور اُس کا رسول کہتے ہیں جھوٹ نہ بولو۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ سیاست اور حکومت کے لئے جھوٹ بولو، اگر نہیں بولو گے تو تم غلط کرو گے۔ اس کے باوجود یہ لوگ پکے مسلمان ہیں اور احمدی غیر مسلم ہیں جو سچائی کی خاطر اپنے کاروباروں، منفعتوں اور جانوں کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں اس لئے کہ وہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں جس نے کہا ہے کہ جھوٹ شرک ہے اور اُس نبی کو ماننے والے ہیں جس پر آخری شرعی کتاب قرآنِ کریم نازل ہوئی اور جن کا فرمان ہے کہ تمام برائیوں کی اور گناہوں کی جڑ جھوٹ ہے۔

پھر بین الاقوامی سیاست ہے تو اس میں مسلمان حکومتیں ہوں یا مغربی حکومتیں ہوں اِن سب کا ایک حال ہے۔ اِن ملکوں کو جو آپس کے تعلقات میں عموماً سچائی کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ ان میں سچ ہے۔ جب دوسرے ممالک کا سوال پیدا ہو، مسلمان ممالک کا سوال پیدا ہو، دوسری حکومتوں کا سوال پیدا ہو تو ان کی سچائی کے نظریے بالکل بدل جاتے ہیں۔ ان کا حال تو پہلے عراق پر جو حملے انہوں نے کئے اُسی سے پتہ چل گیا۔ جب صدام حسین کو اُتارنے کے لئے عراق کو تباہ و برباد کردیا، اُس کے وسائل پر قبضہ کرلیا تو پھر کہہ دیا کہ ہمیں غلطی لگی تھی۔ جتنا ظلم اور خوفناک منصوبہ بندی اور خطرناک ہتھیاروں سے دنیا کو تباہ کرنے اور ہمسایوں کو زیرِ نگیں کرنے کی ہمیں اطلاعیں ملی تھیں کہ صدام حسین کرنا چاہتا ہے، اُتنا کچھ تو وہاں سے نہیں نکلا۔ پھر لیبیا کو نشانہ بنایا گیا تو اب کہتے ہیں کہ اصل میں غلط اطلاعیں تھیں۔ اتنا ظلم وہاں عوام پر نہیں ہورہا تھا۔ تو یہ سب باتیں مغربی پریس ہی اب دے رہا ہے۔ انہی کے تبصرے آرہے ہیں۔ پس پہلے جھوٹا پروپیگنڈہ کرکے حملے کئے جاتے ہیں۔ پھر سچا بننے کے لئے اپنے میڈیا کے ذریعے سے ہی کہہ دیا جاتا ہے کہ ہمیں غلطی لگی۔ جتنا کچھ ہمیں بتایا گیا تھا اُتنا کچھ ثابت نہیں ہوا۔ اصل میں تو یہ سچائی بھی جھوٹ چھپانے کے لئے ہے۔ مقصد وسائل پر قبضہ کرنا تھا جو ہوگیا لیکن اس کا موقع بھی مسلمان ہی مہیا کرتے ہیں۔ اگر سینکڑوں بلین ڈالرز کی ملک کی دولت عوام پر خرچ کی جائے تو نہ کبھی ملک کے اندر ایسے فتنے فساد اُٹھیں، نہ ان لوگوں کو دخل اندازی کی جرأت ہو۔

بہرحال خلاصہ کلام یہ کہ بین الاقوامی جھوٹ اور صداقت کو نہ صرف چھپانے بلکہ اس کی دھجیاں بکھیرنے میں عموماً تمام دنیا کی حکومتیں ہی اپنا اپنا کردار ادا کررہی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بچ جائیں گے۔ اگر اس دنیا میں بچ بھی جائیں تو ایک آئندہ زمانہ بھی آنا ہے، ایک آئندہ زندگی بھی ملنی ہے، ایک آئندہ دنیا بھی ہے جس میں تمام حساب کتاب ہونے ہیں۔

پھر ان دنیا داروں پر ہی بس نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کے نام پر مذہب کے نام نہاد علمبردار سچائی کو رَد کرتے ہیں اور جھوٹ کو فروغ دیتے ہیں۔ اس میں اسلام دشمن طاقتیں بھی ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے مخالفین بھی ہیں یعنی مسلمان بھی شامل ہیں جو اسلام دشمن طاقتوں کا ہی کردار ادا کررہے ہیں۔ سچائی کو جانتے ہیں لیکن اپنے مفادات اور منبر کی خاطر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ عوام الناس کے ذہنوں کو بھی زہر آلود کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ رہے ہیں۔ کئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کی کتب اور لٹریچر پڑھ کر درس دیتے ہیں، اُسی سے تقریریں تیار کرتے ہیں کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس مخالفینِ اسلام کا منہ بند کرنے کے لئے کوئی دلائل نہیں ہیں، کوئی مواد نہیں ہے، لٹریچر نہیں ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے اسلام کا دفاع ایسے پُرزور اور پُرشوکت رنگ میں کیا ہے اور ایسے دلائل کے ساتھ کیا ہے کہ جس کو کوئی رَد نہیں کرسکتا۔ لیکن عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ پہلے بھی میں ایک دفعہ ذکر کرچکا ہوں اور ایک دو دفعہ نہیں، مختلف لوگوں کے بارے میں، علماء کے بارے میں جو ٹی وی پر آکر بڑے درس بھی دیتے ہیں اور تقریریں کرتے ہیں کسی نے بتایا ہے کہ خود اُنہوں نے اُن کے گھروں میں تفسیرِ کبیر کی اور کتب کی جلدیں دیکھی ہیں اور اس لئے نہیں کہ صرف اعتراض تلاش کریں۔ وہ تو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہی ہیں، لیکن خود انہوں نے بتایا کہ اس سے فائدہ اُٹھا کر یہ اپنے درسوں وغیرہ میں دلائل استعمال کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو اسلام کی برتری ثابت ہونے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے عوام الناس کو بھی سچائی کے راستے دیکھنے کے طریق کبھی نہیں بتائیں گے کہ کہیں اس سے ان کے منبر و محراب ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔ اُس سے ہاتھ نہ دھونے پڑ جائیں۔ لیکن بہرحال یہ ان کی کوششیں ہیں اور ہر زمانے میں جب بھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی فرستادے کو بھیجتا ہے تو مخالفین یہی کوششیں کرتے ہیں لیکن ایک اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی چلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ سچائی کو ہی اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے غالب کرنا ہے اور اسی لئے ہمیشہ خدا تعالیٰ دنیا میں انبیاء بھیجتا آیا ہے کہ جب جھوٹ اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے جب فساد اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے، سچائی کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو اُس وقت یہ اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور انبیاء آتے ہیں جو سچائی کو پھر دنیا میں قائم کرتے ہیں، جو مخالفت کے باوجود سچائی کا پرچار کرتے ہیں اور آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اُن کے راستے میں دشمن لاکھ روڑے اٹکائے مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب ہوکر رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہمیشہ ان انبیاء کے ساتھ رہتی ہے، اُس کے فرستادوں کے ساتھ رہتی ہے، اُن کی مدد کرتی رہتی ہے۔ یہی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرماتا چلا جارہا ہے۔ یہ جلسے کرتے ہیں جلوس نکالتے ہیں ظلم کرتے ہیں۔

اب سات ستمبر کے حوالے سے پاکستان میں جلسے ہوئے، ربوہ میں بھی جلسہ ہوا۔ بڑے بڑے علماء، جوان کے چوٹی کے علماء آتے ہیں، آئے اور جلسوں کا نام رکھا ہوتا ہے 'تاجدارِ ختمِ نبوت کانفرنس'، اور وہاں سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے کے جماعت کے خلاف یاوہ گوئی کرنے کے اور کچھ نہیں ہورہا ہوتا۔ ساری رات اسی طرح کی بیہودہ گوئی کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر اللہ اور رسول کے نام پر۔ تو بہرحال یہ تو ان کا حال ہے لیکن اُس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تقدیر چل رہی ہے اور جماعت کے قدم آگے سے آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی یہ تقدیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے وعدوں کو پورا نہ کرے اور اُس کے بھیجے ہوئے غالب نہ آئیں تو پھر اللہ تعالیٰ تو نعوذ باللہ اپنے وعدوں میں غلط ثابت ہوا اور دین پر سے انبیاء پر سے خدا تعالیٰ پر سے دنیا کا ایمان اُٹھ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ تو اس ایمان کو قائم رکھنے کے لئے نیک فطرتوں کے ایمانوں کو بڑھانے کے لئے ایسے نظارے دکھاتا ہے جو ہر لمحہ اُن کے ایمان میں تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ کچھ پرانے قصوں میں سچائی کے واقعات بیان کرکے اپنے ماننے والوں کے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں، کچھ تازہ واقعات بیان کرکے اپنے دین کے بانی اور ان کے سچے ہونے کے واقعات سے متاثر کرتے ہیں اور اُس کے ماننے والے متاثر ہوتے ہیں، کچھ کو اللہ تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے کی سچائی کے بارے میں اطلاع دے کر رہنمائی فرماتا ہے۔ بہرحال مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی سچائی اور صدق ہی اُسے اپنے وقت میں، اپنی زندگی میں یعنی اُس نبی کی زندگی میں اُس فرستادے کی زندگی میں لوگوں کی توجہ کھینچنے کا ذریعہ بنتا ہے اور کچھ بعد میں دین کی ترقیات دیکھ کر، ماننے والوں کے عمل دیکھ کر، اُس جماعت کو دیکھ کر جو اُس نبی کے ساتھ جُڑی ہوتی ہے، خدا کی طرف سے رہنمائی پاکر ہدایت پاتے ہیں۔

بہرحال جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرتے ہیں تو آپ کو لوگ، اُس زمانے کے کفار بھی صدوق و امین کے نام سے ہی جانتے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث بنیان الکعبۃ...... صفحہ 155، ما دار بین رسول اللہ ﷺ وبین رؤساء قریش صفحہ 224 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ہی تھی کہ جب آپ نے اپنے عزیزوں اور مکّہ کے سرداروں کو جمع کرکے کہا کہ اگر مَیں تمہیں کہوں کہ اس ٹیلے کے پیچھے ایک فوج چھپی ہوئی ہے جو تمہیں نظر نہیں آرہی تو کیا یقین کرلوگے۔ جو بظاہر ناممکن بات تھی کہ اُس کے پیچھے کوئی فوج چھپی ہو یہ ہو نہیں سکتا کہ نظر نہ آئے۔ لیکن اس کے باوجود سب نے یک زبان ہوکر کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تُو نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے ہم یقین کرلیں گے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر، سورۃ تبت یدا ابی لھب باب 1/1 حدیث نمبر 4971)

پھر آپ نے اُن لوگوں کو تبلیغ کی۔ لیکن یہ دنیا دار لوگ تھے۔ جو پتھر دل تھے اُن پر تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوا، اُن کے انجام بھی بد ہوئے، کچھ بعد میں مسلمان ہوئے۔

تو بہرحال انبیاء اپنی سچائی سے ہی دنیا کو اپنی طرف بلانے کے لئے قائل کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ کے ذکر کو بیان فرماتے ہوئے قرآنِ کریم میں آپ کے یہ الفاظ محفوظ فرمائے ہیں کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (سورۃ یونس:17) یعنی پس میں اس سے پہلے بھی تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تم عقل نہیں کرتے۔ یہ وہ دلیل ہے جو نبوت کی سچائی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جانے کے متعلق دی کہ مَیں نے ایک عمر تمہارے درمیان گزاری ہے کبھی جھوٹ نہیں بولا اب بوڑھا ہونے کو آیا ہوں تو کیا اب جھوٹ بولوں گا اور وہ بھی خدا تعالیٰ پر؟ جس نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے اور یہ بھی میری تعلیم میں درج ہے۔ اور مَیں تو آیا ہی توحید کے قیام کے لئے ہوں۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا۔ پس انبیاء کی تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ اور ہتھیار اُن کی سچائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اُن کی زندگی کے ہر پہلو میں سچائی کی چمک ہوتی ہے جس کا حوالہ دے کر وہ

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ - پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
1954 NASIR ناصر 2011
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ✪ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

اپنی تبلیغ کرتے ہیں اپنا پیغام پہنچاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ الہام ہوا کہ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْن اور مَیں ایک عمر تک تم میں رہتا رہا ہوں کیا تم کو عقل نہیں۔

اس بارے میں ''نزول المسیح'' میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قریباً 1884ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا کہ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ اور اس میں عالم الغیب خدا نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی مخالف کبھی تیری سوانح پر کوئی داغ نہیں لگا سکے گا۔ چنانچہ اس وقت تک جو میری عمر قریباً پینسٹھ سال ہے (جب آپ نے یہ لکھا فرمایا کہ میری عمر پینسٹھ سال ہے) کوئی شخص دُور یا نزدیک رہنے والا ہماری گزشتہ سوانح پر کسی قسم کا کوئی داغ ثابت نہیں کرسکتا بلکہ گزشتہ زندگی کی پاکیزگی کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود مخالفین سے بھی دلوائی ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے نہایت پُرزور الفاظ میں اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں کئی بار ہماری اور ہمارے خاندان کی تعریف کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص کی نسبت اور اس کے خاندان کی نسبت مجھ سے زیادہ کوئی واقف نہیں اور پھر انصاف کی پابندی سے بقدر اپنی واقفیت کے تعریفیں کی ہیں۔ پس ایک ایسا مخالف جو تکفیر کی بنیاد کا بانی ہے پیشگوئی وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ کا مصدق ہے''۔ (نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 590)

پس سچائی ایک ایسی چیز ہے جو نبی کے سچا ہونے کے لئے اور تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، تبھی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے انبیاء کی اس بات کو کہ مَیں ایک عمر تک تم میں رہا ہوں کبھی جھوٹ نہیں بولا کیا اب بولوں گا، اس بات کو اپنے پیاروں کی ایک بہت بڑی خاصیت اور صفت کے طور پر پیش فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ اقتباس بھی جو پڑھا ہے، آپ نے سنا۔ جب آپ کی سیرت پر دشمن بھی داغ نہیں لگا سکے تو سچائی جو سیرت کا سب سے اعلیٰ وصف ہے اس کے بارے میں کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ جھوٹے ہیں۔ آجکل کے مولوی یا جو بھی اعتراض کرنے والے ہیں جو مرضی کہتے رہیں۔ ہاں منہ سے بَک بَک کرتے ہیں کرتے رہیں لیکن کسی بات کو ثابت نہیں کر سکے۔ اور آج بھی جو لوگ نیک نیت ہیں اور نیک نیت ہو کر خدا تعالیٰ سے ہدایت اور مدد مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ثابت فرماتا ہے۔

ابھی گزشتہ جمعہ پر مَیں نے بعض واقعات بیان کئے تھے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی تصدیق فرمائی جن لوگوں نے خالص ہو کر نیک نیت ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد اور دعا مانگی۔ پس یہ سچائی ہے جس کو انبیاء لے کر آتے ہیں جس کا اظہار اُن کی زندگی کے ہر پہلو سے ہوتا ہے اور یہ سچائی ہی ہے جس کو ہم نے (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے ہیں) دنیا پر ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ انبیاء کے ماننے والوں کا بھی کام ہے کہ جس نبی کو وہ مانتے ہیں اُس کی سچائی کے بارے میں بھی دنیا کو بتائیں۔ اُنہیں بھی ہدایت کے راستوں کی طرف لائیں اور اس زمانے میں اسلام ہی وہ آخری مذہب ہے جو سب سچائیوں کا مرکز ہے۔ یہی وہ واحد مذہب ہے جو اپنی تعلیم کو اصلی حالت میں پیش کرتا ہے۔ یہی وہ واحد مذہب ہے جس میں ابھی تک خدا تعالیٰ کی کتاب اپنی اصل حالت میں موجود ہے اور انشاء اللہ قیامت تک موجود رہے گی۔ یہ قرآنِ کریم کا دعویٰ ہے جو سچائی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ باقی سب مذہبی کتب میں کہانیوں اور قصوں اور جھوٹ کی ملونی ہو چکی ہے۔ پس اس سچائی سے دنیا کو روشناس کروانا ایک مسلمان کا فرض ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت تو خود غلط کاموں میں پڑی ہوئی ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے بیان کیا وہ کسی کو سچائی کا کیا راستہ دکھائیں گے۔

ایک موقع پر غیروں کے ساتھ ایک مجلس ہو رہی تھی۔ اکثریت عیسائی تھے، اکثریت کیا بلکہ تمام ہی عیسائی تھے۔ تو یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ پیغام لے کر آئے ہیں اور تمام دنیا کے لئے پیغام ہے، مسلمانوں کے لئے بھی ہے، عیسائیوں کے لئے بھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جو نیک فطرت ہیں وہ آپ کے ہاتھ پر جمع ہوں گے، چاہے وہ عیسائی ہوں یا ہندو ہوں یا کوئی ہو۔ تو اُس عیسائی نے ایک بات کی غالباً کسی یونیورسٹی کا پروفیسر تھا لیکن مذہب سے اُس کا کافی تعلق تھا۔ مجھے کہنے لگا پہلے مسلمانوں کی اصلاح کرلیں پھر ہماری عیسائیوں کی اصلاح کریں۔ تو بہر حال اُس کو جواب تو میں نے اُس وقت دیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی اصلاح ہونا ضروری ہے اور مسلمانوں کی وجہ سے ہی بعض دفعہ شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس لئے آئے تھے تا کہ مسلمانوں کی بھی اصلاح کریں اور مسلمانوں کے لئے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم فرمایا تھا کہ جب وہ امام مہدی آئے تو تم اُس کو ماننا، چاہے برف کی سِلوں پر جا کر ماننا پڑے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی حدیث نمبر 4084)

لیکن ہم احمدی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم نے یہ سچائی کا پیغام دنیا کو پہنچانا ہے، لیکن کس طرح؟ پہلے تو ہمیں اپنے آپ کو سچا ثابت کرنا ہوگا۔ انبیاء نے اپنی سچائی کی دلیل اپنی زندگی میں سچ کی مثالیں پیش کر کے دی کہ روزمرہ کے عام معاملات سے لے کر انتہائی معاملات تک کسی انسان سے تعلق میں، Dealing میں کبھی ہم نے جھوٹ نہیں بولا۔ پس یہ سچائی کا اظہار ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں کرنا ہوگا۔ اور یہی کام ہے جو انبیاء کے ماننے والوں کا ہے کہ جس طرح انبیاء اپنی مثال دیتے ہیں اُن کے حقیقی ماننے والے بھی اپنی سچائی کو اس طرح خوبصورت کر کے پیش کریں کہ دنیا کو نظر آئے۔ ہمیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل کرنے کا حکم ہے۔ پس اس اسوہ پر چلتے ہوئے سچائی کے خُلق کو سب سے زیادہ ہمیں اپنانا ہوگا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو تبھی پورا کر سکتے ہیں جب اس خُلق کو اپنائیں گے۔ تبھی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن سچائی کے یہ معیار تبھی حاصل ہوں گے جب ہم ہر سطح پر خود اپنی زندگی کے ہر لمحے کو سچائی میں ڈھالیں گے۔ ہماری گھریلو زندگی سے لے کر ہماری باہر کی زندگی اور جو بھی ہمارا حلقہ اور ماحول ہے اُس میں ہماری سچائی ایک مثال ہوگی، تبھی ہماری باتوں میں بھی برکت ہوگی، تبھی ہمارے اخلاق اور سچائی دوسروں کو متأثر کر کے احمدیت اور اسلام کے قریب لائیں گے۔ پس اس کے لئے ہمیں ایک جدوجہد اور کوشش کرنی ہوگی۔ اپنے عملوں کو سچائی سے سجانا ہوگا۔ اگر ہم چھوٹے چھوٹے مالی فائدوں کے لئے جھوٹ کا سہارا لینے لگ گئے تو پھر ہماری باتوں کا کیا اثر ہوگا۔

جیسا کہ پہلے مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں اگر ہم غلط بیانی کر کے مثلاً حکومت سے، کونسل سے مالی مفاد حاصل کر رہے ہیں، اگر ہم اپنے ٹیکس صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے تو پکڑے جانے پر پھر جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں کیونکہ احمدی کا ہر ایک کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ احمدی ہے اور جب بدنامی ہو جائے تو پھر تبلیغ کیا ہوگی؟ کس طرح ثابت کریں گے کہ جس جماعت سے آپ کا تعلق ہے جس کا دعویٰ ہے کہ احمدی برائیوں میں ملوث نہیں ہوتے، قانون کے پابند رہتے ہیں، باقی مسلمانوں سے مختلف ہیں کیونکہ انہوں نے اس زمانے میں اُس شخص کی بیعت کی ہے جو دنیا کی رہنمائی کے لئے آیا ہے تو یہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پس یہ ثابت کرنے کے لئے ہمیں اپنے عملوں کو درست کرنا ہوگا، چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ ہم کس طرح ثابت کریں گے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو قرآن وسنت پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس ہمیں اس کام کو پھیلانے کے لئے جماعت کی نیک نامی کے لئے اپنی ذاتی اصلاح کی طرف بھی بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ جھوٹ پکڑے جانے پر نہ صرف ہم اپنے آپ کو مشکل میں ڈالتے ہیں بلکہ جماعت اور اسلام کی بدنامی کا باعث بھی بنتے ہیں۔ پھر بعض دوسری بداخلاقیاں ہیں۔ بعض نوجوانوں کا غلط قسم کی صحبت میں اُٹھنا بیٹھنا ہے۔ پھر میاں بیوی کے گھریلو جھگڑے ہیں، پہلے بھی مَیں نے عرض کیا، جن میں بعض اوقات پولیس تک معاملے پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں پھر کوئی نہ کوئی فریق غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔ تو بہرحال یہ سب چیزیں جماعت کی بدنامی کا باعث بنتی ہیں اور معاشرے میں غلط اثر قائم ہو کر تبلیغ میں روک کا بھی باعث بنتی ہیں۔ پھر اس کے علاوہ اگر غلط بیانی کی عادت پڑ جائے تو جماعت کے اندر بھی اپنے معاملات میں جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے اور پھر اس جھوٹ سے ہر معاملے میں بے برکتی پڑتی چلی جاتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس سے گھروں میں بھی بچوں پر بُرا اثر پڑ رہا ہوتا ہے۔ بات کا اثر نہیں ہوتا۔ کئی بچے بچیاں مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ ہمارا باپ باہر بظاہر بڑا نیک شریف اور سچا اور کھرا مشہور ہے۔ خدمت کرنے والا بھی ہے لیکن گھروں کے اندر ہمیں پتہ ہے غلط باتیں کرنے والا ہے اور سچائی سے ہٹا ہوا ہے۔ تو ایسے باپوں کا بچوں پر کیا اثر ہوگا یا ایسی ماؤں کا بچوں پر کیا اثر ہوگا جو غلط بیانی سے کام لیتی ہیں؟ اگر پوچھو تو پھر جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے کہ ہم ٹھیک ہیں۔ سب ٹھیک ہے۔ تو پھر ایسے لوگوں کی تبلیغ کا اور بات کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ جن کے گھروں کے بچوں پر ہی اثر نہیں ہو رہا جن کے گھروں کے بچے ہی اُن سے غلط اثر لے رہے ہیں، اُن پر غلط اثر قائم ہو رہا ہے وہ باہر کیا اصلاح کریں گے؟

پس اس بات کا ہر احمدی کو بہت زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم میں یہ باتیں پیدا ہو رہی ہیں اور بڑھ رہی ہیں تو پھر تو ہم اُن لوگوں میں شمار ہوں گے جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ احمدیت سچی ہے، حقیقی اسلام ہے۔ ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ 'محبت سب کے لئے ہے نفرت کسی سے نہیں' لیکن سب سے پہلے تو ہم نے اپنے گھروں کو محبت دینی ہے وہاں سچائی قائم کرنی ہے۔ اپنے عزیزوں، رشتے داروں کو محبت دینی ہے، اپنی جماعت کے افراد کو محبت دینی ہے، اپنے ماحول کو محبت دینی ہے، تبھی ہماری محبت وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جائے گی، تبھی سچائی سے آگے سچائی پھیلتی چلی جائے گی۔ ورنہ ہمارا یہ نعرہ کھوکھلا ہے۔ ہم جھوٹے نعرے لگا رہے ہیں۔ ہمارے گھروں میں تو بے چینیاں ہوں اور ہم دوسروں کو بلا رہے ہوں کہ آؤ اور سچائی کو پا کر اپنی بے چینیوں کو دور کرو۔ ہم دوسروں کو جا کر تو محبت کی تبلیغ کر رہے ہوں اور اپنے ہمسایوں سے ہمارے تعلقات اچھے نہ ہوں جس کا سب سے زیادہ حق ہے۔ قرآنِ کریم میں ہمسائے کا سب سے زیادہ حق لکھا ہے۔ اسلام میں سب سے زیادہ حق ہمسائے کو دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تمہارا دینی بھائی بھی تمہارا ہمسایہ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 215 مطبوعہ ربوہ) یہ صرف گھر سے گھر جڑنا ہمسائیگی نہیں ہے بلکہ ہر دینی بھائی جو ہے وہ تمہارا ہمسایہ ہے اُس کا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حق ادا کرو۔ پس اگر ہم سچے ہیں تو آپس کے تعلقات کو بھی مضبوط جوڑنا ہوگا ورنہ ہماری تبلیغ بے برکت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْن (الصف:3) (کہ اے وہ لوگو) جو ایمان لائے ہو تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ کیونکہ اگر تمہارے عمل تمہارے قول کا ساتھ نہیں دے رہے تو یہ منافقت ہے اور اس میں کبھی برکت نہیں پڑ سکتی۔ اس سے ہمیشہ بے برکتی پیدا ہوگی۔ ایمان کو اپنے قول و فعل کے تضاد سے داغدار نہ کرو۔ جس سچے اور کامل نبی کے عاشقِ صادق کے ساتھ تم جُڑ گئے ہو یا جڑنے کا دعویٰ کرتے ہو اُس کے ساتھ حقیقت میں جڑنا تو تبھی ہوگا جب کوئی تم پر یہ کہہ کر انگلی نہ اُٹھائے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ اگر یہ جھوٹا ہے تو ہر کہنے والا یہی کہے گا کہ یہ خود جھوٹا ہے تو جس کے ساتھ جڑ کر یہ سچائی کا اعلان کر رہا ہے تو اس کی سچائی بھی محلِ نظر ہوگی۔ تبھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے ساتھ جڑ کر ہمیں بدنام نہ کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 145۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ احمدیت کی فتح کے لئے سچائی کا ہتھیار ہے جو ہم نے استعمال کرنا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی تعلیم سچی ہے، قرآنِ کریم سچا ہے اور اس تعلیم نے تا قیامت رہنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری شرعی نبی ہیں اور اب کوئی نئی شریعت، کوئی نئی سچائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اُترنی۔ نبوت کے تمام کمال آپؐ پر ختم ہو چکے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کا دعویٰ سچا ہے۔ آپ ہی وہ مسیح و مہدی موعود ہیں جن کے آنے کی پیشگوئی تھی اور اب اسلام کی ترقی احمدیت کی ترقی سے وابستہ ہے لیکن اس ترقی کا حصہ بننے کے لئے، اس سچائی کے پھیلانے کے لئے جو احمدیوں کی ذمہ داری ہے اُس کو ادا کرنے کے لئے ہمیں اپنے عمل بھی سچے کرنے ہوں گے۔ اُس تعلیم کے مطابق ڈھالنے ہوں گے جس تعلیم کی ہم تبلیغ کر رہے ہیں۔ پس اگر ہم نے اُس غلبے کا حصہ بننا ہے جو اسلام کے لئے مقدر ہے انشاء اللہ، اگر ہم نے اُس غلبے کا حصہ بننا ہے جس کا وعدہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ بھی کیا ہے تو پھر ہمیں ہر آن اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم سچے ہیں؟ اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنے جماعتی معاملات میں، اپنے کاروباری معاملات میں ہمیں جائزے لینے ہوں گے۔ اگر جائزے بے چینی پیدا کرنے والے ہیں تو پھر ہمیں فکر کی ضرورت ہے۔ بیشک احمدیت کا غلبہ تو یقینی ہے انشاء اللہ اور اس غلبے کو ہم ہر روز مشاہدہ بھی کر رہے ہیں، لیکن سچائی کا حق ادا نہ کرنے والے اس غلبے کا حصہ بننے سے محروم رہیں گے۔

پس یہ لمحہ فکریہ ہے، غور کرنے کا مقام ہے، اس بات کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ سچائی کو پا کر ہم کس طرح اپنے عملوں کو جھوٹ سے پاک کرنے والے بنیں۔ ہمیشہ ہمارے پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ جھوٹ شرک ہے۔ جن احمدیوں نے سچائی کے اظہار اور اسے قائم رکھنے کے لئے قربانیاں دی ہیں یا دے رہے ہیں وہ اصل میں شرک کے خلاف قربانیاں دے رہے ہیں۔ وہ خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں۔ وہ جابر انتظامیہ اور حکومت اور ظالم مُلّاں کی اس بات کے خلاف قربانیاں دے رہے ہیں کہ اگر تم زندگی چاہتے ہو، اگر تم اپنے مالوں کو محفوظ کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنے بچوں کا سکون چاہتے ہو تو پھر سچائی کو چھوڑ دو اور جھوٹ کو اختیار کر کے ہمارے پیچھے چلو۔ پس یہ قربانیاں کرنے والے جو مقصد ادا کر رہے ہیں ہم باہر رہنے والوں کا بھی فرض ہے کہ ہر وہ احمدی جو نسبتاً سکون سے زندگی گزار رہا ہے اُس کا یہ فرض ہے کہ سچائی کے معیار کو اتنا بلند کرے کہ جھوٹ اپنی موت آپ مر جائے۔ اور جب ہم نیک نیتی سے اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کر رہے ہوں گے تو یقیناً جھوٹ کو فرار اور موت کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

ابوسفیان نے فتح مکّہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی عرض کیا تھا کہ اگر ہم سچے ہوتے اور ہمارے معبود سچے ہوتے اور طاقتور ہوتے، کسی قدرت کے مالک ہوتے تو جس کسمپرسی کی حالت میں آپ مکّہ سے نکلے تھے اور آپ کے ختم کرنے کی جو کوششیں ہم نے کی ہیں اُس کی وجہ سے آج آپ کی جگہ ہم بیٹھے ہوتے۔ لیکن ہمیشہ کی طرح یہ ثابت ہو گیا کہ جس طرح آپ اپنی زندگی کے ہر معاملے میں سچائی کا اظہار کرتے رہے اور جس طرح آپ کے منہ سے ہمیشہ سچی بات کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلا آج یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کا اعلان کہ سچ اور صدق یہی ہے کہ اس عالَمِ کون کا ایک خدا ہے، اُس کی عبادت کرو اُس کی بندگی کا حق ادا کرو وہی سچا خدا ہے۔ یقیناً آپ کا یہ اعلان بھی سچا تھا اور سچا ہے اور اسلام کا خدا یقیناً سچا خدا ہے اور اُس کے ماننے والے بھی سچے ہیں۔ اس لئے ابوسفیان نے اعلان کیا کہ مَیں بھی کلمہ پڑھتا ہوں اور اسلام میں داخل ہوئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد از علامہ محمد بن یوسف صالحی جلد 5 صفحہ 217 فی غزوۃ الفتح الاعظم دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

پس یہ تھے وہ سچائی کے نمونے جو دنیا نے دیکھے۔ جس نے سخت ترین دشمنوں کو بھی حق کی دہلیز پر لا ڈالا۔ پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو عظیم فساد کی حالت میں دیکھا اور سچائی کے نور سے اس فساد کو ختم کر کے باخدا انسان بنا دیا۔ مشرکوں کو توحید پر قائم کر دیا۔ کفارِ مکہ کے تکبّر اور جھوٹ کو سچائی نے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں نے پارہ پارہ کر دیا آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی یہی وعدے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آپ کے ذریعہ بھی اسلام کا غلبہ ہونا ہے لیکن ہمیں باخدا بننے کی ضرورت ہے۔ سچائی کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔ سچائی پر قائم رہتے ہوئے اپنے ایمانوں کو قوی کرنے کی ضرورت ہے تا کہ یہ نظارے دیکھ سکیں۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر عہدِ بیعت کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، سچائی کو قائم کریں گے اور جھوٹ اور شرک کا خاتمہ کریں گے۔ پس آج سچائی کا اظہار اور صداقت کا قائم کرنا احمدیوں کا کام ہے۔ کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے صادقِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی بیعت کر کے سچائی کو دنیا میں قائم کرنے کا عہد کیا ہے اور عہدوں کے پورا کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہم پوچھے جائیں گے۔ پس بڑے فکر اور خوف کا مقام ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہم نے اپنے آپ کو سچائی کا نمونہ نہ بنایا تو پھر ہم کبھی توحید کو قائم کرنے اور اُس صدق کو پھیلانے والے نہیں بن سکتے جس کی تکمیل و اشاعت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ وہ صدق جو آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا تھا لیکن مسلمانوں کی ہی شامتِ اعمال کی وجہ سے وہ صدق آج دنیا سے مفقود ہے اور دنیا ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کا نمونہ بنی ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر بے انتہا احسان کرنے والا ہے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آپ کے ذریعے ایک جماعت کو قائم کر کے اس کے دُور کرنے کے سامان بھی پیدا فرما دیئے ہیں۔ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے ذریعے ایک جماعت کا قیام کر کے ہمیں سچائی کے قائم کرنے کی اُمیدیں بھی دلا دی ہیں۔ پس ہر سطح پر اس فساد کو دور کرنا اور سچائی کو قائم کرنا اور اس کے لئے کوشش کرنا ہر اُس احمدی کا کام ہے جو اپنے آپ کو جماعت سے منسوب کرتا ہے۔ ہمیں اس فساد اور جھوٹ کو گھروں سے بھی ختم کرنا ہے جو گھروں میں فتنے کا باعث بنا ہوا ہے۔ ہمیں اس فساد کو محلّوں سے بھی ختم کرنا ہے۔ ہمیں اس فساد اور جھوٹ کو شہروں سے بھی ختم کرنا ہے اور ہمیں اس فساد اور جھوٹ کو اس دنیا سے بھی ختم کرنا ہے تا کہ دنیا میں پیار اور محبت اور امن اور صلح کا ماحول قائم ہو جائے۔

ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس رسول کے ماننے والے ہیں جو تمام دنیا کے فتنوں اور فسادوں کو ختم کرنے آیا تھا جو دنیا کے لئے ایک رحمت بن کے آیا تھا، جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء:108) کہ ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس دنیا میں سچائی کا بول بالا کر کے اور فسادوں کو دُور کر کے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کا باعث بننا ہے۔ پس آج یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس اصدق الصادقین اور رحمۃ للعالمین کی سنت پر قائم ہوں۔ اپنوں کو بھی سچائی کے اظہار سے اپنا گرویدہ کریں، پیار و محبت کا پیغام پہنچائیں اور غیروں کو بھی صدق کے ہتھیار سے مغلوب کریں۔ پستول، بندوقیں، رائفلیں اور توپیں تو گولیاں اور گولے برسا کر زندگیوں کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں لیکن جو سچائی کا ہتھیار ہم نے اپنے عملوں اور اظہار سے چلانا ہے اور کرنا ہے یہ زندگی بخشنے والا ہتھیار ہے۔ پس اس ہتھیار کو لے کر آج ہر احمدی کو باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سچائی کے پھیلانے کا یہ روحانی حربہ استعمال کر کے دنیا کے سعید فطرتوں اور نیکیوں کے متلاشیوں کو جمع کر کے ان کے ذریعہ صدق کی ایسی دیواریں کھڑی کرنے والے بن جائیں جس کو کوئی جھوٹی اور شیطانی طاقت گرا نہ سکے۔ اور پھر یہ صدق کا نور جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے وہ نور جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتَو ہے دنیا میں پھیلے اور پھیلتا چلا جائے، انشاء اللہ، اور دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر توحید کے نظارے دیکھنے والی بن جائے، اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

آج بھی ایک افسوسناک خبر ہے۔ مَیں جمعہ کے بعد انشاء اللہ ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ ہمارے فیصل آباد کے ایک احمدی بھائی نسیم احمد بٹ صاحب ابن مکرم محمد رمضان بٹ صاحب کو دو تین دن ہوئے فیصل آباد میں شہید کر دیا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اِن کے دادا کے ذریعے سے اِن کے خاندان میں احمدیت آئی تھی جن کا نام غلام محمد صاحب تھا۔ اُن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ نسیم احمد بٹ صاحب 1957ء میں فیصل آباد میں پیدا ہوئے اور پیدائشی احمدی تھے۔ 4/ستمبر بروز اتوار کو نامعلوم افراد آپ کے گھر دیوار پھلانگ کر آئے اور فائرنگ کر کے شہید کر دیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تین اور چار

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A. Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ستمبر کی رات کو یہ آئے تھے۔ آپ باہر صحن میں سوئے ہوئے تھے، آپ کو اُٹھایا اور نیند کی حالت میں آپ پر فائرنگ کر دی۔ دو فائر پیٹ میں لگے دوسرا کمر میں لگا، زخمی حالت میں آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا اور چار ستمبر کو صبح نو بجے آپ کی ہسپتال میں وفات ہوئی۔ شہادت سے قبل گولیاں لگنے کے بعد خود کو سنبھالا اور اپنی بیوی کو حوصلہ اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی وسیم احمد بٹ صاحب 1994ء میں اور پھر آپ کے تایا زاد بھائی نصیر احمد بٹ صاحب ولد اللہ رکھا صاحب کو گزشتہ سال شہید کیا گیا تھا۔ اس موقع پر بھی آپ نے بڑے صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کیا۔ شہادت کے وقت مکرم نسیم بٹ صاحب کی عمر 54 سال تھی۔ ایک فیکٹری میں کام کرتے تھے۔ با اخلاق اور با کردار شخصیت کے حامل اور بڑے بہادر نڈر انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ جماعتی چندوں کی ادائیگی میں با قاعدہ تھے۔ مسجد گھر سے کچھ فاصلے پر ہونے کے باوجود نمازِ جمعہ با قاعدگی کے ساتھ مسجد میں جا کر ادا کیا کرتے تھے۔ نظامِ جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ طبیعت میں سادگی تھی۔ بیوی بچوں کے ساتھ بہت محبت اور شفقت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ ہمدردی خَلق اور غریب پروری نمایاں خُلق تھا۔ ان کے لواحقین میں اہلیہ آسیہ نسیم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹیاں سندس ناز شادی شدہ ہیں غلام عباس صاحب کی اہلیہ۔ زارا نور صاحبہ یہ بھی شادی شدہ ہیں۔ سارہ کوثر صاحبہ یہ بھی شادی شدہ ہیں۔ شمائلہ کنول بعمر پندرہ سال، یہ نویں کلاس میں پڑھ رہی ہیں اور بیٹا عزیزم سافر رمضان گیارہ سال کا ہے، چوتھی جماعت میں پڑھ رہا ہے۔ ایک بیٹا ان کا پچھلے سال بیماری کی وجہ سے بائیس سال کی عمر میں وفات بھی پا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ نمازِ جمعہ کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا ان کی نمازِ جنازہ ادا ہوگی۔

(خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:)

یہ جو شہید ہوئے ہیں ان کے دو دن بعد فیصل آباد میں ہی ہمارے جماعت کے سیکرٹری امور عامہ تھے اُن کے اوپر فائرنگ کی گئی اور چار گولیاں اُن کو لگی ہیں۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔ کل تک کریٹیکل (Critical) حالت تھی۔ اللہ کے فضل سے اب کچھ بہتر ہیں۔ اُن کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو شفائے کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ اُنہیں پیٹ میں اور گردن پر اور بازو پر گولیاں لگی تھیں۔ ان کی انتڑیوں کو کافی زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ مرمت کی گئی ہیں اور کچھ کاٹی ہیں۔

اسی طرح کل ہی لاہور میں ایک احمدی کو کار روک کے فائرنگ کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ایک گولی مِس (Miss) ہوئی دوسری چل نہیں سکی۔ بہر حال مخالفت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

رمضان المبارک کے ایّام میں
جماعت احمدیہ سرینام کی مساعی کا تذکرہ

(رپورٹ: لئیق احمد مشتاق ۔مبلغ سلسلہ سرینام)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سرینام کو مسلسل گیارہویں سال رمضان المبارک کے مقدس ایام میں روزانہ شام چھ بجے 15 منٹ کا ایک ٹی وی پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی۔ گزشتہ چھ سالوں سے یہ پروگرامز ملک کے مشہور ٹی وی چینل رادیکا (Radika Ch.14) کے ذریعہ پیش کئے جا رہے ہیں۔ جس کی انتظامیہ عام روٹین سے ہٹ کر ان پروگرامز کیلئے انتہائی مناسب معاوضہ وصول کرتی ہے۔ پرگرامز کا معاہدہ طے ہوتے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی خدمت اقدس میں ان کی کامیابی اور نافع الناس ہونے کیلئے دعا کی درخواست کی گئی، اور ان خطوط کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری رہا۔

امسال بھی ہم نے نئے اور بہتر انداز سے یہ پروگرام تیار کئے، اور گزشتہ سال سوال جواب کی صورت میں پروگرامز کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اسکو مزید بہتر بناتے ہوئے امسال سترہ پروگرام سوال جواب کی صورت میں تیار کئے۔ پروگراموں کا آغاز رویئت ہلال کے بارے میں اسلامی تعلیم اور دور حاضر کی ٹیکنالوجی کے استعمال کے طریق سے ہوا، باقی تمام پروگرام رمضان المبارک کی فرضیت، اہمیت، فضائل و برکات اور مسائل کی مناسبت سے پیش کئے گئے۔ قرآن مجید کی عظمت، تلاوت قرآن مجید کی اہمیت اور اسکی برکات کے حوالے سے بھی پروگرام تیار کئے گئے۔ جماعتی روایات کے مطابق تمام پروگرام قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ارشادات خلفاءِ کرام سے مزین کر کے مکمل حوالوں کے ساتھ پیش کئے گئے۔ اِن پروگرامز کی ریکارڈنگ میں دس، جبکہ ایڈیٹنگ میں تین افراد نے حصہ لیا۔ پروگرامز کی نشریات کا آغاز رمضان المبارک سے دو دن قبل ہوا اور چاند رات تک جاری رہا۔ جماعت کا ہفتہ وار پروگرام جو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ''راپارٹی وی'' (RBN,Ch.5) پر جنوری 2002 سے باقاعدگی سے جاری ہیں وہاں سے بھی پانچ پروگرام رمضان المبارک کے حوالے سے پیش کئے گئے۔

رمضان المبارک کے آخر میں 45 منٹ کا عید سپیشل پروگرام پیش کیا گیا جس میں صرف اطفال اور ناصرات نے حصہ لیا۔ اس مقصد کیلئے 15 بچوں کو خاص طور پر تیاری کروائی گئی، اس پروگرام کی ریکارڈنگ میں 25 بچوں نے حصہ لیا۔ پروگرام میں تلاوت، ترجمہ نظمیں اور عید کے دن کے حوالے سے سنت رسول ﷺ اور رسول خدا ﷺ کے پاکیزہ ارشادات پیش کئے گئے۔ یہ پروگرام خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول ہوا اور بہت زیادہ پسند کیا گیا۔

مجموعی طور پر ان بابرکت ایام میں جماعت کو 38 پروگرامز پیش کرنے کی توفیق ملی جن پر کل دس گھنٹے وقت صرف ہوا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر مسلموں نے بھی ان پروگرامز کو دیکھا، انکے معیار کو سراہا، اور بہت اچھے الفاظ میں انکی تعریف کی۔ گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ان پروگرامز کا تمام خرچ افراد جماعت کی ڈونیشن سے پورا کیا گیا۔

رمضان المبارک کی فرضیت، اہمیت اور برکات کے حوالے سے ایک مضمون ملک کے کثیر الاشاعت روزنامہ ''داخ بلادسرینام'' (Dagblad SURINAME) کے صفحہ A6 پر مورخہ 4 اگست بروز جمعرات شائع ہوا۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی فضلیت اور اعتکاف کے مسائل کے حوالے سے ایک مضمون مورخہ 20 اگست بروز ہفتہ ملک کے ایک اور کثیر الاشاعت روزنامہ ٹائمز آف سرینام (Times of Suriname) کے صفحہ 5 پر اور یہی مضمون روزنامہ (Dagblad Suriname) میں بدھ 24 اگست کو شائع ہوا۔

عید الفطر کی برکات اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں حقیقی عید کے حوالے سے ایک مضمون اِسی اخبار میں مورخہ 30 اگست کو شائع ہوا۔ بڑی تعداد میں لوگوں نے ان مضامین کے بارے میں تعریفی ریمارکس بجھوائے، اور ان مضامین کے معیار کی تعریف کی۔

مرکزی مسجد ناصر میں روزانہ نماز تراویح اور درس کے علاوہ 17 سترہ اجتماعی افطاریوں کا انتظام کیا گیا۔ جن میں حاضری 80 سے 100 تک رہی۔

امسال ایک ٹی وی چینل نے روزانہ مختلف مساجد میں جا کر افطار اور نماز کی ریکارڈنگ اور لوگوں سے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا۔ مورخہ سات اگست کو انکی ٹیم ہماری مسجد میں آئی۔ افطار اور نماز کی ریکارڈنگ کے علاوہ تین افراد جماعت کا انٹرویو لیا۔ محترم صدر صاحب نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نظام جماعت کا تعارف کروایا، قرآن مجید کے تراجم، ایم ٹی اے اور جماعت کی عالمی خدمات کا مفصل ذکر کیا۔ یہ پروگرام مورخہ 8 اگست کو ٹی وی پر نشر ہوا۔

مورخہ 19 اگست کو اِس ٹی وی چینل کی انتظامیہ کا فون آیا کہ ہماری ٹیم 15 مساجد میں جا چکی ہے، جو تکریم اور عزت افزائی انہیں آپکی مسجد میں ملی ہے وہ اور کسی جگہ نہیں ملی۔ لہٰذا وہ ایک بار پھر آپ کی مسجد میں آنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مورخہ 21/ اگست یہ لوگ پھر ہماری مسجد میں آئے اور تین گھنٹے سے زائد وقت یہاں گذارا۔ بچوں کی نظم ریکارڈ کی، نماز مغرب، نمازِ تراویح اور کھانے کی ریکارڈنگ کی اور پانچ افراد جماعت کا انٹرویو لیا۔ جس میں انہیں رمضان المبارک کی برکات اور آخری عشرہ کی فضیلت کے علاوہ ایک بار پھر جماعت احمدیہ کی عالمی حیثیت اور عقائد سے آگاہ کرنے کا موقعہ ملا۔ گفتگو کے دوران اُس نمائندے نے یہ سوال بھی کیا کہ پچھلی دفعہ آپ نے ہمارا بہت اچھا استقبال کیا اور مہمان نوازی کی، آپ نے یہ طریق کہاں سے سیکھے ہیں۔ اسپر انہیں مہمان نوازی کے حوالے سے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے عاشق صادق کی سنت کے بارے میں بتانے کی توفیق ملی۔

اس پروگرام کی مکمل ریکارڈنگ مورخہ 23 اگست کو ٹی وی پر نشر ہوئی۔

مورخہ 25 اگست کو بھارتی سفیر نے اپنی سرکاری رہائش گاہ پر افطاری کا پروگرام رکھا۔ جسمیں مسلمان عمائدین کے علاوہ اعلیٰ سرکاری حکام کو دعوت دی گئی۔ جماعت کی مرکزی مجلس عاملہ کے سات ممبران کے علاوہ 14 افراد جماعت اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ مورخہ 31 اگست 2011 بروز بدھ ملک میں عید الفطر منائی گئی۔ دن ساڑھے نو بجے مرکزی مسجد ناصر میں نماز عید ادا کی گئی۔ نماز کی حاضری 250 کے قریب تھی۔ متعدد غیر از جماعت افراد بھی نماز میں شامل ہوئے۔

اس خوشی کے موقعہ پر نیشنل اسمبلی کے ممبر اور سابق منسٹر مسٹر چندریکا پرشاد سنتوکھی کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا، ہالینڈ کی پولیس اکیڈمی سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے کئی سال سرینام کے کمشنر آف پولیس کی حیثیت سے کام کیا۔ 2005 سے 2010 تک منسٹر آف جسٹس اینڈ پولیس کی حیثیت سے فرائض انجام دئے۔ موصوف اسوقت منشیات کی ترسیل اور استعمال کے خلاف قائم ایک بین الاقوامی تنظیم (Inter American Drug Abuse Control Commission) کیصدر رہیں۔ علاقے کے 34 ممالک اس تنظیم کے رکن ہیں۔ جولائی 2011 میں انہیں ملک کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی کے صدر بھی منتخب کیا گیا ہے۔ انکے ساتھ نیشنل اسمبلی کے ممبر اور سابق منسٹر مسٹر گنیش کمار کندھائی اور تین اور معزز مہمان بھی تھے۔ حسب سابق امسال بھی بھارتی سفیر مسٹر کنول جیت سنگھ سوڈھی، اور ایمبیسی کے سٹاف کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ مہمان خصوصی اور انڈین ایمبیسڈر نے حاضرین سے خطاب کیا اور عید کی مبارکباد پیش کی۔ ایک ٹی وی چینل نے محترم صدر صاحب کے علاوہ معزز مہمانوں کا انٹرویو لیا، اور افراد جماعت کو عید کی خوشیوں کو ریکارڈ کیا۔ یہ پروگرام اُسی رات 9 بجے ٹی وی پر نشر ہوا۔

حسب روائت امسال بھی تقریباً تین سو افراد کیلئے کھانا تیار کیا گیا تھا۔ یہ کھانا گھروں پر تقسیم کیا گیا تھا۔ اور افراد جماعت اپنے خرچ پر تیار کر کے لائے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں خدام اور لجنہ کی ٹیموں نے الگ الگ سویاں، کھانا اور دوسرے لوازمات پیش کئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام بھی احسن رنگ میں مکمل ہوا۔

تمام مہمانوں کیلئے مشن ہاؤس میں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور ظہرانے کے بعد معزز مہمان دن 12 کے قریب واپس گئے۔

عالمگیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں جماعت سرینام کے نفوس واموال میں برکت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور
از صفحہ نمبر 16

درست نہیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جس مسیح ومہدی نے آنا تھا وہ آچکا ہے اور ہم نے اس کو مانا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہماری مخالفت بڑھ رہی ہے جب کہ دوسرے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ لیکن جماعت کے خلاف سب اکٹھے ہوجاتے ہیں۔ پاکستان میں ہماری مخالفت سب سے زیادہ ہے جہاں ہماری زیادہ تعداد ہے۔ انڈونیشیا میں بھی مخالفت ہے اور عرب ممالک میں بھی مخالفت ہے۔

ممبر موصوف نے کہا کہ سال 2008ء میں ہماری کمیٹی نے جکارتہ (انڈونیشیا) کا وزٹ کیا تھا۔ وہاں ہمیں بتایا گیا تھا کہ احمدیوں کے ساتھ حکومتی انتظامیہ کی Debate ہوئی تھی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا یہ سب Politics ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب مَیں یہاں مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے آیا تھا تو اس وقت باہر کافی ہجوم تھا جو کہہ رہا تھا کہ ہم مسجد نہیں بننے دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود آپ لوگوں نے مسجد بنانے کی اجازت دی۔ آپ کے ملک میں مذہبی آزادی ہے۔ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اس سال جرمنی میں ہی چھ مساجد کا افتتاح ہوا ہے۔ جرمنی میں بہت سی مساجد بن چکی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب آپ سکولوں میں بھی اسلامی ریلیجنس سلیبس رکھ رہے ہیں۔ یہ سب مذہبی آزادی ہے۔ اپنے عقیدہ اور مذہب کے اظہار کی آزادی ہے۔

ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ جرمنی میں انٹر ریلیجنس ڈائیلاگ ہوتے ہیں۔ جہاں مسلمان لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ مذہبی گروپس آتے ہیں اور گفتگو ہوتی ہے۔ ہم ان ڈائیلاگ کے ذریعہ جرمنی کی صورتحال کو محفوظ بنا رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان ڈائیلاگ کے ذریعہ آپ کو ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ملتا ہے اور غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں۔

ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ اب تو یہاں ہمسایوں کا رویہ بہت اچھا ہے۔ اس پر امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ اب تو وہ لوگ بھی اس مسجد میں آتے ہیں جو مسجد بنانے کے خلاف تھے۔ اب ان سے بھی ہمارے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہمسایوں کا اور مخالفت کرنے والوں کا رویہ ہمارے لئے محبت اور پیار کے سلوک کی وجہ سے بدلا ہے۔ ہم پُر امن لوگ ہیں اور ہر ایک سے اچھا تعلق رکھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا جب تک ایک دوسرے کو ملا نہ جائے، مل کر بات نہ کی جائے اس وقت تک ایک دوسرے کے قریب نہیں آیا جاسکتا۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ برطانیہ میں حکومت بعض مذہبی لوگوں کو ملینز پاؤنڈز دے رہی ہے کہ ہماری مدد کریں تا کہ Violation ختم ہو اور قانون کی پابندی ہو اور امن وامان کی صورتحال قائم ہو۔ لیکن یہ رقم بعض جگہ منفی امور کے لئے خرچ ہو رہی ہے تو اب ان کو احساس ہوا ہے۔ اب دیتے ہیں تو پوری تحقیق اور چھان بین کے بعد دیتے ہیں۔ یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی اس طرح مذہبی آرگنائزیشن کو، سوسائٹیز کو رقوم دیتے ہیں تا کہ سوسائٹی میں امن ہو اور مفید کام ہوں اور لوگ محفوظ رہیں۔ حضور انور نے فرمایا اس بارہ میں بڑا محتاط ہونا چاہئے کہ کہیں یہ رقم غلط کاموں کے لئے استعمال نہ ہو رہی ہو۔

حضور انور نے آخر پر مہمان موصوف سے فرمایا آپ ہیومن رائٹس کا کام کر رہے ہیں لیکن عالمی جنگ سر پر ہے۔ جو حالات اس وقت دنیا کے ہیں اور جس طرف بڑی طاقتیں جارہی ہیں کوئی پتہ نہیں کہ کسی وقت یہ جنگ آن پڑے اور آپ کی ہیومن رائٹس کی ساری پلاننگ ختم ہوجائے۔ اس بارہ میں آپ لوگوں کو بھی سوچنا چاہئے۔

آخر پر مہمان موصوف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ گیارہ بجکر 45 منٹ پر یہ ملاقات ختم ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر میں تشریف فرما رہے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

برلن کے صوبائی وزیر اعلیٰ کی حضور انور سے ملاقات

برلن کے صوبائی وزیر اعلیٰ Klaus Wowereit کا تعلق سیاسی پارٹی SPD سے ہے۔ جماعت سے متعارف ہیں۔ مسجد خدیجہ میں آچکے ہیں۔

پروگرام کے مطابق دوپہر ایک بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ ہاؤس کے لئے روانہ ہوئے اور ایک بجکر 45 منٹ پر پارلیمنٹ ہاؤس (جسے صوبائی ٹاؤن ہال اور Rote Rathaus بھی کہتے ہیں) میں تشریف آوری ہوئی۔ باہر پارکنگ ایریا میں وزیر اعلیٰ کے پروٹوکول آفیسر نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کو اپنے ساتھ پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر لے گئے۔ جہاں وزیر اعلیٰ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور آگے بڑھ کر استقبال کیا اور نہایت احترام سے حضور انور کو اپنے میٹنگ روم میں لے گئے۔ سب سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وزیٹر بک پر اپنے دستخط فرمائے اس دوران وزیر اعلیٰ حضور انور کے ساتھ کھڑے رہے۔ بعد ازاں ملاقات کا آغاز ہوا۔

وزیر اعلیٰ نے حضور انور کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ حضور کے جرمنی اور برلن آنے پر خوشی ہوئی ہے۔ ہمارے یہاں جماعت سے اچھے تعلقات ہیں۔

حضور انور نے فرمایا آپ نے یہاں بڑے کھلے دل اور وسعت قلبی کے ساتھ بلایا ہے اور خوش آمدید کہا ہے۔ یہ اچھے تعلقات کی نشاندھی کرتا ہے۔

وزیر اعلیٰ کے اس سوال پر کہ حضور کے برلن وزٹ کا مقصد کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہاں اپنی کمیونٹی کے ممبران سے ملنے کے لئے آیا ہوں اور مختلف سیاستدانوں اور حکومتی ممبران سے ملاقاتوں کا پروگرام تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ عام طور پر میں مختلف ممالک کے وزٹ کرتا ہوں اپنی کمیونٹی کے ممبران سے ملنے اور ان کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے، ان کی مختلف امور میں رہنمائی کرتا ہوں۔ احمدیہ کمیونٹی جہاں بھی ہے ایک پُر امن کمیونٹی ہے۔ ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' ہمارا پیغام ہے جو ہم دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ نے حضور انور سے دریافت کیا کہ کس کس ملک میں آپ کے سپیشل پراجیکٹ جاری ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ایک مذہبی کمیونٹی ہیں۔ اسلام کا صحیح پیغام پھیلا رہے ہیں اور انسانی خدمت کے کام کر رہے ہیں۔ خدمت انسانیت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ افریقہ میں ہمارے ہسپتال، سکول، ایجوکیشنل پراجیکٹ، ٹیکنیکل ایجوکیشن، IT سنٹرز، ٹیچنگ سکولز وغیرہ کام کر رہے ہیں۔

صاف پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر پمپ لگا رہے ہیں اور سولر انرجی کے ذریعہ بجلی بھی مہیا کر رہے ہیں۔ افریقہ کے ممالک غانا، نائیجیریا، سیرالیون، لائبیریا، بورکینا فاسو، بینن، نائیجر، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، تنزانیہ، کینیا، یوگنڈا اور کانگو وغیرہ میں ہمارے یہ پراجیکٹ جاری ہیں۔

انڈونیشیا کے حوالہ سے وزیر اعلیٰ کی طرف سے بات ہونے پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم کو یہاں کافی مسائل کا سامنا ہے۔ جو تین شہادتوں کا واقعہ ہوا ہے اس کے بعد حکومت پر کافی پریشر اور دباؤ ہے اور حکومت کو اب خود بھی احساس ہوا ہے کہ یہ حکومت کے لئے اچھا نہیں ہے۔ اب حکومت کا رویہ کچھ بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ انڈونیشیا کے اخبارات نے بھی اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور بعض ممبران پارلیمنٹ نے بھی اس کو ظالمانہ اقدام قرار دیا ہے اور اس کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اب انہوں نے ایک مولوی کو سزا دی ہے۔ لیکن کب تک ان کا یہ رویہ رہے گا اس کا پتہ نہیں۔

وزیر اعلیٰ کے استفسار پر حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا مرکزی سنٹر جکارتہ میں ہے۔ مسجد بھی ہے اور ہیڈکوارٹر بھی ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہم انٹر فیتھ کانفرنسز کرتے ہیں اور مختلف مذاہب کو بلاتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے لیڈرز آتے ہیں۔ ہمارے سب کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔

حضور انور نے فرمایا۔ میں نے غانا کا 2008ء میں وزٹ کیا تھا۔ بشپ آف غانا ہماری میٹنگ میں آیا تھا۔ جماعت کے حق میں اُس نے تقریر بھی کی تھی۔ ہمارا وہاں بہت اچھا تعلق ہے۔ وہاں کی مذہبی کمیٹی میں بشپ کے ساتھ ہمارا نمائندہ بھی ہے۔

مبلغ سلسلہ برلن باسط طارق صاحب نے عرض کیا کہ برلن میں بھی کیتھولک چرچ اور پروٹیسٹنٹ چرچ کے ساتھ ہمارے بہت اچھے تعلقات ہیں۔ ہم ان کو بلاتے ہیں اور بات کرتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ آپ کا Aim (مقصد) سب کمیونٹیز کو سپورٹ کرتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اسلام کا پیغام پھیلانا ہے، مسلمانوں میں بھی اور دوسرے باہر کے لوگوں میں بھی۔ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ امن، محبت کا پیغام پہنچانا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اس زمانہ میں ایک ریفارمر نے آنا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں آچکا ہے۔ ہم اس کے متبعین ہیں۔ آپ نے یہ پیغام دیا اور اپنے آنے کا یہ مقصد بتایا کہ ہم اپنی زندگی کے مقصد کو پہچانیں اور انسان اپنے خدا کو پہچانے اور اس کی عبادت کرے اور ایک انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔ یہ پیغام ہے جو ہم ہر جگہ پھیلا رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہماری کوئی انتہا پسندی کی تعلیم نہیں۔ یہ اسلام کے خلاف ہے۔ کسی مذہب نے ایسی تعلیم نہیں دی کہ ایک دوسرے کو قتل کرو۔ ہم امن وسلامتی کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ مسجد کی تعمیر کی مخالفت کرنے والے معاشرہ کا ایک بہت چھوٹا حصہ ہوتے ہیں جن کے اپنے نظریات ہوتے ہیں لیکن اکثریت ایسی نہیں ہے۔ برلن میں 190 مختلف قوموں کے افراد رہائش پذیر ہیں اور یہ شہر ''شہر عالم'' Weltstadt کہلاتا ہے اور مختلف کلچر، مذاہب اور نظریات کے لوگ نہایت محبت اور رواداری سے رہ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ نیز فرمایا جماعت احمدیہ 198 ممالک میں قائم ہے۔ حضور انور نے فرمایا میری خواہش ہے کہ ''برلن'' تمام دنیا بن جائے اور سب باہمی محبت وپیار اور امن کے ساتھ رہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ملک کا شہری ہونے کے لحاظ سے ہر شخص کو ملک کی بھلائی اور بہتری کے لئے کام کرنا چاہئے۔ وطن سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ احمدی خواہ کسی ملک کا ہو، خواہ پاکستان کا ہو، افریقہ کا، وہ جس ملک میں بھی رہتا ہے اسکا حصہ ہے۔ ہمارا پیغام ہر احمدی کو ہے کہ جہاں رہتا ہے جس ملک میں بھی ہے اس کی خدمت کرے اور اس ملک کی بہتری کے لئے کام کرے۔ اس پر وزیر اعلیٰ نے کہا کہ یہ تو بہت اچھا پیغام ہے۔ اچھا آئیڈیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے اپنے ملک کی خاطر کام کریں۔ اور اپنی اچھی روایات نہ چھوڑیں اور دوسروں کی اچھی روایات لے لیں۔ اس پر وزیر اعلیٰ نے کہا کہ یہ تو بہت پُرحکمت فیصلہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم بھی یہی ہے کہ حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے۔ اچھی بات جہاں بھی ملے لے لیا کرو۔ تو یہی تعلیم ہمارے سامنے ہے۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ برلن مسجد خدیجہ کی تعمیر اور ماحول کا پُرامن ہونا ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس پر امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ ایک عورت مسجد میں آئی اور بتایا کہ میں برلن مسجد کی تعمیر کے خلاف مظاہرہ میں سب سے آگے تھی اب بعد میں آپ لوگوں کو دیکھا ہے۔ آپ کی تعلیم اور آپ کا پیغام سنا ہے جو سراسر امن وسلامتی ہے تو اس نے مجھے بدل کر رکھ دیا ہے اب میں مسجد کے دفاع میں سب سے آگے ہوں گی۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ آپ کی یہاں کمیونٹی Active ہے اور آپ کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔ آپ ہر سال یہاں آئیں۔ حضور انور نے فرمایا 2008ء میں آیا تھا۔ اس کے بعد اب آیا ہوں۔ آپ سے یہاں مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ جب لندن آئیں تو آپ کو دعوت ہے آپ سے مل کر خوشی ہوگی۔

لاہوری مسجد کے حوالہ سے بھی بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا کہ اس مسجد کو بھی دیکھنے کا پروگرام ہے۔ بند رہتی ہے کیا اِس کو کھول سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ میں سب سے قبل برلن 1997 میں آیا تھا۔ اس وقت برلن کی مغربی اور مشرقی حصہ میں بہت فرق تھا۔ اب دیکھ رہا ہوں کہ بہت زیادہ ڈویلپمنٹ ہوئی ہے۔ اب برلن وہ شہر نہیں رہا۔ دن بدن بدل رہا ہے اور بہت تبدیلی ہو رہی ہے۔

اس پر وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ہم نے برلن میں بہت زیادہ کام کیا ہے اور بہت ڈویلپمنٹ کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ملک اس طرح کام کرے جس طرح آپ کام کرتے ہیں۔ اس سال وزیر اعلیٰ کا الیکشن بھی ہونے والا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے۔

آخر پر وزیر اعلیٰ نے حضور انور کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کیا۔

وزیر اعلیٰ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے یہ ملاقات اڑھائی بجے تک جاری رہی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پارلیمنٹ کی عمارت کا وزٹ کروایا گیا۔ ایک دیوار پر ایک بڑے نقشہ کے ذریعہ برلن شہر کے 1943ء، 1953ء، 1989ء اور 2004ء کے ادوار دکھائے گئے ہیں۔ گائیڈ نے اس نقشہ کے حوالہ سے حضور انور کی خدمت میں تفصیل پیش کی۔

موجودہ برلن کا ایک بڑا نقشہ جو قریباً چار مربع میٹر سائز کا ہوگا، ایک بہت بڑے میز پر رکھا گیا تھا جس میں سارے شہر کو دکھایا گیا تھا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ ہماری مسجد کس جگہ ہے۔ باسط طارق صاحب مبلغ سلسلہ نے اپنی انگلی رکھ کر بتایا کہ اس جگہ ہماری مسجد ہے۔

اس عمارت کے مختلف حصے دیکھنے کے بعد پونے تین

بجے یہاں سے واپس مسجد خدیجہ کے لئے روانگی ہوئی۔ پروٹوکول آفیسر نے حضور انور کو گاڑی تک چھوڑنے آئے۔

سوا تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس پہنچے اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صوبہ برلن کے وزیر داخلہ Ehrhart Korting کی مسجد خدیجہ آمد اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

برلن کے صوبائی وزیر داخلہ Ehrhart Korting کا تعلق سیاسی پارٹی SPD سے ہے اور انہوں نے قانون کی تعلیم حاصل کی ہوئی ہے۔ جماعت کے ساتھ ان کا تعلق بہت اچھا ہے۔

پروگرام کے مطابق 4 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ جہاں برلن کے صوبائی وزیر داخلہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی۔

حضور انور نے وزیر موصوف سے دریافت فرمایا کہ برلن میں کتنے مسلمان ہیں اس پر موصوف نے بتایا قریباً اڑھائی لاکھ مسلمان ہیں۔ ایک بڑی تعداد ترکی سے آئی ہے۔ پچاس ہزار کے قریب عرب ممالک سے ہیں۔ لبنان، عراق، ایران، Kosovo اور بوزنیا کے لوگ ہیں۔ مراکش اور الجیریا کے لوگ یہاں زیادہ نہیں ہیں۔ ان دونوں ممالک کے لوگ فرانس میں زیادہ ہیں۔ مراکش سے ایک امام یہاں آیا تھا اس نے ہمارے لئے بہت پرابلم پیدا کیا۔ حضور انور نے مذاق سے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ ہمارا امام نہیں تھا۔

وزیر داخلہ نے بتایا کہ 1961ء کی ترکی صورتحال کے بعد وہاں سے لوگ بڑی تعداد میں آئے ہیں لیکن استنبول اور انقرہ سے نہیں آئے بلکہ ترکی کے دوسرے حصوں سے آئے ہیں۔ اس لئے پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ تعلیم یافتہ نہیں۔ عام جاب کرتے ہیں۔ ان کی اولادیں اب سکول تو جارہی ہیں لیکن جب تک ان کے بچوں کو گھروں سے، والدین کی طرف سے سپورٹ نہ ہو وہ سکول مکمل نہیں کر پاتے۔ یہاں دس سال تک سکول لازمی ہے یعنی 16،15 سال کی عمر تک ضروری ہے۔

وزیر داخلہ نے غیر ملکی لوگوں کے مقامی معاشرے میں مدغم ہونے کے بارہ میں مشکلات کا ذکر کیا اور بتایا کہ سکولوں میں بچے بھی مشکلات کا شکار ہیں۔ ان نوجوانوں کو Motivate کرنا ضروری ہے ورنہ یہ جرائم سے زیادہ پیسے کمانے کے مواقع تلاش کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ نوجوانوں کو جرائم اور Gang Culture سے بچایا جائے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ پندرہ سے پچیس سال کی عمر میں جرائم کی شرح بہت زیادہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ کچھ سالوں سے مالی مشکلات نے بھی سارے یورپ میں جرائم کی شرح میں اضافہ کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ صحیح طریقوں سے مال کمایا جائے جرائم کے ذریعہ آسان طریقوں سے مال کے حصول کی خواہش بھی جرائم میں اضافہ کا موجب بن رہی ہے، میڈیا بھی کسی طرح اس کا باعث ہے جس سے غیر ضروری حد تک خواہشات میں اضافہ ہوا ہے۔ ٹی وی، انٹرنیٹ پر غیر ضروری تعیش اور دولت کے بارہ میں ترغیب دی جاتی ہے جو انسان کو محرومی اور مایوسی کی طرف لے جاتی ہے۔

وزیر موصوف نے حضور انور کی بات سے مکمل طور پر اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ بالکل سچ ہے کہ یہ Status Symbols ہیں۔ جیسے تیز رفتار کاریں، جن کے حصول کے لئے نوجوان تڑپ رہے ہیں۔ وزیر موصوف نے کہا کہ اُس نے ایک حالیہ شائع ہونے والی کتاب پڑھی ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ جرائم میں مقامی لوگوں کی نسبت غیر ملکی زیادہ مبتلا ہیں اور یہ کہ مسلمان کام کرنے کا شوق نہیں رکھتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مشرقی یورپ کے ممالک سے برلن آنے والوں کے تعلیمی معیار کے بارہ میں پوچھا۔ اس پر وزیر موصوف نے بتایا کہ عمومی طور پر روس اور پولینڈ سے آنے والے تعلیم یافتہ لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن پولینڈ سے آنے والے جرائم میں زیادہ ملوّث ہیں جبکہ روسی لوگ شراب کی خواہش کی وجہ سے جرائم میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ برلن میں روس سے بہت بڑی تعداد میں لوگ آئے ہیں۔ بعض سالوں میں نصف ملین تک ہجرت کی ہے اگرچہ اس وقت یہ تعداد بیس ہزار سالانہ تک ہے۔ وزیر موصوف نے بتایا کہ بعض پُرتشدد مسلمان تنظیمیں بھی برلن آگئی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج لارڈ مئیر (وزیر اعلیٰ برلن) سے دوران ملاقات یہ پتہ چلا ہے کہ جرمنی میں 190 مختلف قومیتیں ہیں۔ وزیر موصوف نے کہا ایسے ہی ہے۔ نیز برلن میں بعض سکولوں میں 100 سے زیادہ قومیتیں ہیں۔

وزیر موصوف نے کہا ان کو دنیا کے امن کے بارہ میں تشویش ہے۔ اگرچہ ان کی برلن میں امن کے قیام کی خواہش ہے۔ انہوں نے کہا برلن ایک اچھا شہر ہے جہاں عمومی طور پر لوگ بہت خوش ہیں۔ حضور انور نے فرمایا آپ کی بات درست ہے ورنہ اتنے زیادہ غیر ملکی یہاں نہ ہوتے۔

وزیر موصوف کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ میرا تعلق پاکستان سے ہے۔ پاکستان میں ہمارا شہر ربوہ، فیصل آباد اور سرگودھا کے درمیان واقع ہے اور لاہور سے 100 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ربوہ کی آبادی پچاس ہزار ہے اور 98 فیصد احمدی مسلمان ہیں۔ اس طرح اس شہر میں احمدیوں کی اکثریت ہے۔ لیکن ملکی رائج قوانین کے باعث دو فیصد اقلیت 98 فیصد اکثریت پر حکومت کررہی ہے۔ اس لئے اینٹی احمدیہ قوانین کے پاس ہونے کے بعد بہت سے احمدیوں کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی۔ برلن میں بھی کچھ احمدی ہیں۔

وزیر موصوف نے استفسار کیا کہ کیا جماعت کو برلن میں کوئی مشکل ہے حضور انور نے فرمایا کہ کوئی بڑی مشکل درپیش نہیں ہے۔ مسجد کی تعمیر کے بعد لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوگئی ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر وزیر موصوف نے بتایا کہ وہ اپنی اس پوزیشن پر گزشتہ دس سال اور بارہ دن سے کام کررہے ہیں۔

وزیر موصوف کے دریافت کرنے پر حضور انور نے فرمایا کہ میں سب سے قبل 1997ء میں برلن آیا تھا۔ اس وقت میں نے محسوس کیا تھا کہ مشرقی اور مغربی برلن کے تعلقات میں ابھی مشکلات ہیں جو اب بہت حد تک کم ہو چکی ہیں۔ اپنی موجودہ حیثیت میں 2006ء، 2008ء اور اب 2011ء میں یہ میرا تیسرا وزٹ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح لندن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ یورپ کی بڑی مسجد ہے اور یورپ کی پچاس اہم عمارات میں اس کو شمار کیا گیا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا اگرچہ دہریہ لوگ کسی خدا پر یقین نہیں رکھتے۔ لیکن جب ان کو مشکلات درپیش ہوتی ہیں تو اکثر کہتے ہیں: Oh God۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بنیادی لیول پر یہ اپنے پیدا کرنے والے اور مذہب کے بارہ میں بنیادی عقیدہ رکھتے ہیں۔

آخر پر وزیر موصوف نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا جس پر حضور انور نے فرمایا کہ سوسائٹی کے سامنے ہمیشہ یہ مقصد ہونا چاہئے ہیں کہ ہم سب اچھے طریق پر اکٹھے رہتے ہیں۔ جہاں ہم ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے عقائد کو برداشت کرنے کا مادہ رکھتے ہیں۔

وزیر داخلہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ وزیر داخلہ کی یہ ملاقات پانچ بجکر دس منٹ تک جاری رہی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد خدیجہ تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے۔

صوبہ برلن کی اسمبلی کے ممبر Michael Lehmann اور مقامی کونسل کی سیاستدان اور اسمبلی کی ممبر خاتون Christa Muller اور دو پولیس افسران کی مسجد خدیجہ آمد اور حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات

پانچ بجکر پچیس منٹ پر صوبہ برلن کی اسمبلی کے ممبر Michael Lehmann اور دیگر مذکورہ شخصیات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ممبر اسمبلی Michael نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری آج کی جرمن سیاست میں یہ بات اہم ہے کہ غیر ملکی ہمارے معاشرے میں جذب ہوکر وحدت اور امن کا باعث بنیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ Integrate ہونے کا مطلب آج میں صبح آپ کے لارڈ میئر (وزیر اعلیٰ) صاحب کو بھی بتا کر آیا ہوں اور وہ یہ کہ ہر اچھی چیز ایک مومن کی اپنی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ اور ہم احمدی ہر معاشرہ سے اچھی باتیں، اچھے خیالات اپنا لیتے ہیں اور اپنے کلچر اور مذہب کی خوبیاں اور روایات بھی قائم رکھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا Integrate ہونے کا مطلب یہ بھی ہے کہ جس ملک میں انسان رہ رہا ہو اُسے اپنا وطن سمجھے اور وطن کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ایک احمدی ملک کی ترقی اور ہر قسم کی بھلائی کرنے اور معاشرہ میں امن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

Mr Michael ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ خدیجہ مسجد برلن کی تعمیر کے دوران جماعت احمدیہ نے ہر قدم ملکی قانون کے مطابق اٹھایا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ 198 ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور احمدی جہاں بھی ہے وہ اپنے اپنے ملک کا وفادار ہے۔ مثلاً غانا میں اگرچہ احمدی ہونے والوں کی تربیت براہ راست خلیفہ وقت کی نگرانی میں نہیں ہوتی لیکن جب انہوں نے قبول کیا اور جب وہ احمدی ہو کر جماعت کا حصہ بن جاتے ہیں تو خود بخود وہ ملکی قانوں کی پابندی کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرلیتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ایک چیز جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت میں پیدا کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ساری دنیا میں قانون کے پابند ہیں افریقن ہوں، امریکن ہوں، ایشین ہوں، انڈونیشین ہوں، ہم ہر جگہ قانون کے پابند ہیں۔ ہم قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ ہمیں تعلیم ہی یہ دی گئی ہے کہ قانون کی خلاف ورزی نہیں کرنی۔

حضور انور نے غانا کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ احمدی منسٹر نے جیل خانہ جات کے افسر کو کہا کہ غانا کی جیلوں میں جائزہ لے کر بتاؤ تمہیں ایک بھی احمدی جیل میں نظر نہیں آئے گا۔ چنانچہ جائزہ لینے پر یہ بات درست ثابت ہوئی۔

ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ مجھے آپ کی یہ بات بہت پسند آئی ہے اور مجھے اس بات نے بہت متأثر کیا ہے کہ آپ قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور ملک کے وفادار اور پُرامن شہری کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔ بہرحال یہی ہماری پہچان ہے۔ اگر نہ ہوتو ہم احمدی نہیں ہیں۔

حضور انور نے پولیس کے دونوں افسران Mr. Plettig اور Mr Kohler کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ مسجد خدیجہ برلن کی تعمیر کے حوالہ سے آپ کے جو بھی خدشات تھے وہ اب مسجد کی تعمیر کے بعد دُور ہوگئے ہیں۔

اس پر پولیس افسر نے بتایا کہ جب مسجد تعمیر ہورہی تھی تو بعض شہریوں کو خدشات تھے جس کی وجہ سے انہوں نے احتجاج بھی کیا تھا لیکن اب مسجد کی تعمیر کے بعد صورتحال بہت بہتر ہے۔ پولیس افسر نے بتایا کہ جرمنی میں ہر ایک کا حق ہے کہ وہ عبادت کی جگہ تعمیر کرے اس شرط کے ساتھ کہ جو تعمیر کے قوانین ہیں ان کے مطابق ہو۔ پولیس ہمیشہ غیر جانبدار رہتی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا یہی ہونا چاہئے یہ آپ کا بہت اچھا اصول ہے۔ حضور انور نے فرمایا مخالفت کرنے والوں کو احتجاج کرنے کا حق ہے تو ہمیں مسجد تعمیر کرنے کا حق اور ہے اور یہ قانون کے مطابق ہے۔

ممبر برلن اسمبلی Michael نے بتایا کہ اُن کے حلقہ کی حد بندی یہاں مسجد سے 100 میٹر کے فاصلہ کے بعد شروع ہوتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا آپ کے یہاں آنے کا شکریہ۔ آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔

خاتون Christa Muller نے بتایا کہ وہ گزشتہ بیس سال سے سیاست میں ہیں اور اب مزید حصہ لینے کی خواہش نہیں ہے۔ جب کہ Michael صاحب نے کہا کہ وہ اگلی پارلیمنٹ میں آنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ فضل فرمائے اور آپ کامیاب ہوں۔

ممبر اسمبلی نے بتایا کہ جب مسجد خدیجہ برلن تعمیر ہورہی تھی تو اس وقت بہت زیادہ مخالفت تھی۔ پارلیمنٹ ہاؤس میں اس معاملہ پر مخالف پارٹی کو بھی بلایا گیا تھا تو اس وقت ممبر موصوف نے جماعت کی حمایت کی تھی اور مسجد کی تعمیر کے حق میں بولے تھے۔ جس پر لوگ ان کے مخالف ہوگئے تھے کہ تم نے احمدیوں کی حمایت کی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ انصاف ہے اور انہوں نے انصاف کا ساتھ دیا ہے۔ جب تک انصاف کا ساتھ دیں گے ترقی کرتے رہیں گے۔

خاتون ممبر اسمبلی Christa Muller نے بتایا کہ ہم نے مسجد کی تعمیر کی حمایت میں اپنے علاقہ میں بہت کام کیا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم امن اور رواداری کے ساتھ

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214760	6212515 6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

کام کرتے ہوئے اس علاقہ کی ترقی میں مزید آگے بڑھیں۔

ممبر اسمبلی Michael نے کہا کہ مجھے یہ بات اچھی لگی ہے کہ یہ مسجد ہر ایک کے لئے کھلی ہے اور ہر انسان آزادی سے آجا سکتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہی تو مسجد کا حسن ہے۔

ممبر موصوف نے کہا کہ آپ کے اندر تعلیم کا معیار بہت بلند ہے اور آپ بہت جلد ہمارے اندر جذب ہوجاتے ہیں۔ جماعت تعلیم پر بہت زور دیتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا آپ جہاں رہتے ہیں اور وہاں قانون کی پابندی نہیں کرتے۔ آپ کو قانون پسند نہیں تو پھر وہاں سے ہجرت کر جائیں کہیں اور چلے جائیں ورنہ ملکی قانون کی پابندی کریں۔ ملک کے اندر اپنا قانون تو نہیں لا سکتے اس لئے ملکی قانون کی پابندی کرنی ہوگی۔ قرآن کریم کی بھی یہی تعلیم ہے۔

مسجد کے ساتھ امن وابستہ ہے۔ اس سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے آیا تھا تو باہر ایک بہت بڑا ہجوم تھا جو مسجد کی تعمیر کی مخالفت میں بینرز لئے کھڑا تھا۔

پھر جب میں مسجد کے افتتاح کے لئے آیا تو بہت کم ایسے لوگ باہر تھے جو مسجد کے مخالف تھے۔ اور جب اب یہاں آیا ہوں تو ایک آدمی بھی نہیں ہے۔ اب ان سب کی غلط فہمیاں دور ہوچکی ہیں اور اب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہاں سے امن ہی ملے گا۔

خاتون ممبر اسمبلی Mrs. Christa نے حضور انور سے دریافت کیا کہ اب برلن کے بارہ میں آپ کا کیا ارادہ ہے کہ کیا کوئی اَور مسجد بنانے کا پروگرام ہے۔ حضور انور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ ہم تو برلن کے ہر حصہ میں مسجد بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ایک پولیس آفیسر نے کہا کہ عورتوں کا پردہ کر کے سول سروس میں کام کرنا منع ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہر ایک کا حق ہے کہ جو چاہے لباس پہنے، سر ڈھانپے یا چہرہ ڈھانپے یا نہ ڈھانپے۔ قانون کسی کی ذاتیات کے بارہ میں کوئی پابندی نہیں لگا سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان ایک مسلم ملک ہے۔ وہاں اسّی فیصد خواتین نے کبھی پردہ نہیں کیا۔ جبکہ مذہب کہتا ہے کہ پردہ کریں اور اپنی زینت دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔ تب بھی ان کو کوئی سزا نہیں ہوتی کہ پردہ کیوں نہیں کیا مذہب کی خلاف ورزی کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا عام زندگی میں کوئی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ ہاں جس نے پولیس میں جانا ہے تو پھر یونیفارم پہننا پڑے گا اور اگر نہیں پہن سکتی تو پھر نہ جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی حکومت قانون کی مدد سے مجبور کرتی ہے کہ عورتیں ملازمت میں پبلک جگہوں میں پردہ اتار دیں تو پھر ایسی صورت میں بہتر ہے کہ ایسی ملازمتیں چھوڑ دی جائیں اور ایسی جگہوں پر نہ جایا جائے۔ ہر انسان کو یہ آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ اپنی پسند کا لباس پہنے۔

حضور انور نے فرمایا یہاں سردیوں میں تو ہر خاتون نے سر ڈھانپا ہوتا ہے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ میرا پیغام تو یہی ہے کہ ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘۔ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے اور یہی غرض ہماری مساجد بنانے سے ہے۔

بعد ازاں ان مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوائی۔ اس طرح یہ ملاقات چھ بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

ممبر نیشنل اسمبلی Tom Koenigs کی مسجد خدیجہ برلن آمد اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

موصوف کا تعلق جرمنی کی گرین پارٹی (Green Party) سے ہے اور یہ انسانی حقوق کی کمیٹی کے صدر بھی ہیں۔

سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور Tom Koenigs صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ وہ فرینکفرٹ سے ہیں اور جماعت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی مقامی آبادی میں موجودگی ایک اچھی بات ہے۔ آپ کی کمیونٹی بہت تعاون کرنے والی ہے اور پورے طور پر ہمارے معاشرہ میں مدغم ہو چکے ہیں۔ میرا یہ مسجد خدیجہ برلن کا پہلا وزٹ ہے۔

حضور انور نے فرمایا آپ کے یہاں آنے کا بہت شکریہ۔ آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ آپ نے یہ جو کہا کہ احمدی پورے طور پر معاشرے میں مدغم ہو چکے ہیں، بالکل صحیح کہا ہے۔ اسی طرح ہونا چاہئے تھا۔ اور یہاں آکر آباد ہونے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقامی سوسائٹی میں مدغم ہوں اور ملک کی بہتری کے لئے کام کریں۔

ممبر پارلیمنٹ نے حضور انور سے استفسار کیا کہ یوکے میں احمدیوں کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کا رویہ کیسا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کچھ غیر احمدی جماعت کے خلاف تعصب اور دشمنی رکھتے ہیں۔ جو کچھ پاکستان میں ہم سے ہو رہا ہے۔ وہی کچھ یہاں کرنا چاہتے ہیں لیکن یہاں کا قانون ان کو موقع نہیں دیتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان سے ان مظالم کی وجہ سے ہی بعض احمدی ہجرت کر رہے ہیں۔

ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ کچھ عرصہ قبل فرینکفرٹ میں باہر سے آکر آباد ہونے والے مہاجرین کی تعداد بہت کم تھی۔ لیکن اب یہ 40 فیصد ہے۔

ممبر پارلیمنٹ کے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا۔ ہمیں پاکستان اور انڈونیشیا میں مشکلات ہیں اور کسی حد تک دوسرے ممالک میں بھی۔ جرمن حکومت نے ماضی میں پہلے بھی ڈپلومیٹک لیول پر مدد کی ہے۔ مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہر شہری کو برابری کا حق ملے۔ اس کے لئے بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہر شہری کو ووٹ کا حق ملنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا۔ پاکستان میں احمدیوں کو ووٹ کے حق سے محروم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر ہم ووٹ دینا چاہیں تو ہمیں ایک فارم پر دستخط کرنے پڑتے ہیں جس میں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہم غیر مسلم ہیں۔ یہ ہم نہیں کر سکتے۔ اور اگر ہم کہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو ہمیں ایک فارم پر دستخط کرنے پڑتے ہیں جس میں بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف گندی زبان استعمال کی گئی ہے اور ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ اس طرح ہمیں ووٹ کے حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس لئے ایک مشترکہ الیکٹوریٹ ہونا چاہئے۔ اور ہیومن رائٹس کمیٹی کو حکومت پاکستان کو درخواست کرنی چاہئے کہ مخلوط انتخابات کا نظام بحال کیا جائے۔

اس پر ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ یہ تو جماعت احمدیہ کے خلاف کھلی کھلی تفریق (Discrimination) ہے۔

موصوف نے استفسار کیا کہ پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اتنے بڑے پیمانے پر ہمیں مشکلات کا سامنا نہیں ہے۔ اگرچہ ہمیں انڈونیشیا میں تفریق کا سامنا ہے۔ انڈیا میں کبھی کبھی ہم مخالفت اور نفرت چھوٹے پیمانے پر دیکھتے ہیں۔ لیکن حکومتی سطح پر ہمارے خلاف کوئی تفریق نہیں برتی جاتی۔ برخلاف اس کے حکومت پاکستان نے صاف طور پر کہا ہے کہ ہم اپنے مذہب پر عمل اور اس کی تبلیغ بالکل نہیں کر سکتے۔ اس لئے احمدی دنیا کے مختلف ممالک میں ہجرت کرنے پر مجبور ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ایک ملک جہاں احمدیوں نے ہجرت کی وہ تھائی لینڈ ہے اور کچھ عرصہ قبل وہاں حکومت نے قریباً 100 احمدیوں کو جنہوں نے اسائیلم کی درخواست دی تھی، گرفتار کر لیا تھا۔ ان کی سخت قسم کے حالات میں گرفتاری کے کئی ماہ بعد بالآخر ان کو رہا کیا گیا اور اب امریکہ نے ان کو لینے پر رضامندی کا اظہار کیا ہے۔

ممبر پارلیمنٹ نے یہ ساری باتیں سن کر بہت افسوس کا اظہار کیا۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ بعض غیر احمدی پاکستان اور انڈیا سے آنے والے مہاجرین نے نفرت کا مظاہرہ کیا جب وہ یوکے یا دوسرے ممالک میں گئے ہیں۔ یوکے کے ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے جماعت کو بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑا اور اور تشدّد کا بھی۔ جہاں ایک ملّاں نے ایک خاتون کو مارا بھی۔ بعض شاپس میں لکھ کر لگا ہوا ہے کہ احمدی نہ آئیں۔

ممبر پارلیمنٹ کے سوال پر حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال ہم سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں بڑھ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا۔ ہم اپنے آپ کو سچا مسلمان سمجھتے ہیں۔ ہم اُسی رسول ﷺ کو مانتے ہیں اور اُسی کتاب کو، جسے تمام دوسرے مسلمان مانتے ہیں۔ 1974ء میں ایک قانون کے ذریعہ ہمیں پاکستان میں غیر مسلم قرار دے دیا گیا اور آج بھی اچھے اور عقلمند پاکستانی اس بات کو تسلیم کریں گے کہ اُس وقت سے ملک دن بدن غیر مستحکم اور خرابی کی طرف جا رہا ہے۔ جس دن سے حکومت نے جماعتی معاملات میں دخل دینا شروع کیا ہے۔ ملک مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔

ممبر پارلیمنٹ نے کہا جس بات سے انہیں فکر ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان میں مذہبی نفرت بڑھ رہی ہے اور پاکستان میں مذہبی نفرت کی وجہ سے جرمنی کی طرف ہجرت کی جا رہی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہی حقیقت میں نے برطانوی سیاستدانوں کو مختلف مواقع پر بتائی ہے کہ اگر آپ لوگ محتاط رویہ نہ اختیار کریں گے تو پھر پاکستان سے تشدد مغرب کی طرف جائے گا۔ اس لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ ایسے معاملات میں قانون پر سختی سے عمل ہو۔ جہاں لوگوں کے علم میں ہو کہ قانون کے مطابق اس کو سزا ملے گی تو وہ کم متشدد ہوگا۔ اگر آپ اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو پھر ایک دن برطانیہ کے اندر ایک پاکستان Create کریں گے۔

ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم انٹر ریلیجس ڈائیلاگ اور سمپوزیم کرتے ہیں۔ دوسرے مذاہب والوں کو بلاتے ہیں۔ سب آتے ہیں۔ ہم سب کو آپس میں امن سے رہنا چاہئے۔ ہم بین المذاہب بھائی چارہ کو فروغ دیتے ہیں اور اسی لئے تسلسل کے ساتھ بین المذاہب سیمینار اور پروگرام کئی دہائیوں سے کر رہے ہیں۔

ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ وہ ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے دوست تھے اور اُن کی وفات ان کے لئے صدمے کا باعث ہوئی۔

موصوف نے کہا کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ جرمنی ایک دہانے پر کھڑا ہے اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ توڑ پھوڑ سے بچے۔ انہوں نے کہ وہ بردباری پر یقین رکھتے ہیں اور سوسائٹی کی کامیابی اسی میں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ سے مل کر انہیں بہت خوشی ہوئی ہے چونکہ جماعت احمدیہ پوری طرح جرمن سوسائٹی میں مدغم ہوچکی ہے۔

حضور انور نے موصوف کا شکریہ ادا کی اور فرمایا پاکستانی مہاجرین میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان میں جماعت احمدیہ بردباری کے معیار پر پورا اترتی ہے۔ مثال کے طور پر 28 مئی 2010ء کے واقعہ کے بعد ہم سڑکوں پر نہیں آئے جب کہ ہمارے بہت سارے احباب شہید ہو چکے تھے۔

ممبر پارلیمنٹ کے پاکستان کے بارہ میں سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ سیاسی اور معاشی لحاظ سے پاکستان بدتر حالات کی طرف جا رہا ہے اور اب یہ ٹوٹنے کے مقام پر پہنچ چکا ہے۔ ملاں کی طاقت بڑھ رہی ہے اور اگر یہ مزید بڑھی تو یہ علاقے اور دنیا کے لئے تباہ کن ہوگی۔ اب جو واقعات گذشتہ دنوں گزرے ہیں ان میں تو آرمی بھی محفوظ نظر نہیں آتی جب کہ یہ پاکستان کی حفاظت کی آخری امید تھی۔ جب ملک ختم ہو رہا ہو تو آرمی آخری سہارا ہوتی ہے۔

بڑی طاقتوں کے دنیا اثرات کے بارہ میں بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا ڈبل سٹینڈرڈ برداشت نہیں ہونے چاہئیں اور یہ کہ انصاف ہر صورت میں کیا جانا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت کو بلغاریہ میں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ حکومت ملّاں اور مفتیوں سے بہت زیادہ متأثر ہے جو احمدیوں کے خلاف کارروائیوں میں مدد کرتے ہیں۔ اس پر ممبر موصوف نے کہا کہ وہ اس پر غور کریں گے اور وہ ذاتی طور پر ان ناانصافیوں کو محسوس کرتے ہیں جو یورپ میں ہو رہی ہیں۔ موصوف نے کہا کہ مذہبی آزادی کا یورپ کے ہر ملک میں تحفظ کیا جانا چاہئے۔

ممبر نیشنل اسمبلی Tom Koenigs کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ میٹنگ سات بجکر 35 منٹ تک جاری رہی۔

آخر پر مہمان موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوائی۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئی۔ آج تیس فیملیز کے 140 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقات کرنے والوں میں برلن کی جماعت کے علاوہ، ہمبرگ، مہدی آباد، بریمن، فرانکن برگ، بکسٹے ہوڈے اور فرینکفرٹ کے علاوہ پاکستان سے آئے ہوئے بعض افراد بھی شامل تھے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام شام نو بجکر 15 منٹ تک جاری رہا۔

ممبر نیشنل اسمبلی Christine Bucholz، RBB جرمن ٹی وی چینل کی جرنلسٹ خاتون Mrs. Kathrin Zautha اور روزنامہ اخبار Berliner Zeitung کے جرنلسٹ Mr. Stefan Straub کی مسجد خدیجہ برلن آمد اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

سوا نو بجے مذکورہ بالا مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

میٹنگ کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آنے والے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

RBB ٹیلیویژن کی جرنلسٹ نے کہا کہ اُس نے

مسجد خدیجہ کے سنگ بنیاد اور پھر افتتاح وغیرہ کے حوالہ سے کوریج دی تھی۔ اور اب اس بات سے خوش ہوئی ہے کہ مخالفت دم توڑ چکی ہے۔

اخبار Bernliner Zeitung کی اشاعت ایک لاکھ پچاس ہزار ہے اس کے نمائندہ جرنلسٹ Mr. Stefan Straub نے بتایا کہ شروع سے ہی اپنے اخبار میں مسجد خدیجہ کے حوالہ سے لکھتا رہا ہوں۔

مبلغ سلسلہ برلن باسط طارق صاحب نے بتایا کہ پریس اور میڈیا کے ان دونوں نمائندوں نے بڑے اچھے رنگ میں جماعت خبروں کو شائع کیا اور مسجد کے حق میں آرٹیکل لکھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ برلن شہر میں 190 مختلف ممالک اور قوموں کے لوگ آباد ہیں اور سب امن سے رہ رہے ہیں۔ لوگوں میں بڑی ہم آہنگی اور رواداری ہے۔ حضور انور نے فرمایا جو بھی عبادت گاہ تعمیر ہو خواہ معابد ہوں، چرچ ہوں یا مساجد ہوں ان سب کی تعمیر سے ایک دوسرے سے باہمی تعاون اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس لئے ان کی تعمیر میں کوئی روک نہیں ہونی چاہئے۔

حضور انور نے مسز کیتھرین ٹی وی جرنلسٹ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ ڈوکومنٹری فلم بناتی ہیں۔ تو اس پر موصوفہ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں اور جماعتی پروگراموں کے بارہ میں ڈاکومنٹری فلمیں اور انٹرویو تیار کئے تھے جو دکھائے تھے۔ موصوفہ نے مزید کہا کہ میں اس بات پر ایمان رکھتی ہوں کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کرنے اور اپنی عبادت گاہ بنانے کی آزادی ہونی چاہئے۔

اخباری نمائندہ نے کہا کہ مسجد کی تعمیر کی مخالفت کرنے والوں کو اسلام کے بارہ میں بہت کم معلومات ہیں اور احمدیت کا تو انہیں پتہ ہی نہیں تھا وہ سارے مسلمانوں کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ نیز یہ علاقہ کیونکہ مشرقی جرمنی کا علاقہ تھا۔ اس وجہ سے یہاں کے لوگ کمیونزم کے اثر کے تحت مذہب سے بالکل بیگانہ تھے اس لئے لاعلمی کی بناء پر مسجد کی تعمیر کے خلاف انہوں نے مخالفت کی تھی۔

اس پر مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر نے بتایا کہ مسجد بننے کے بعد سارے خوف اور اعتراضات ہمسایوں کے دور ہو گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب میں سنگ بنیاد رکھنے آیا تھا تو میرے خطاب کے دوران باہر مخالفوں نے بڑا شور وغوغا مچایا ہوا تھا۔ جب دوسری دفعہ مسجد کے افتتاح کے لئے آیا تو مخالفت کا شور کافی کم ہو چکا تھا۔ اب میں تیسری دفعہ آیا ہوں تو بالکل کوئی مخالفت نہیں ہے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

TV جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پلان کے بارہ میں پوچھا۔ حضور انور نے فرمایا برلن آنے کا مقصد جماعت کے احباب سے ملنا ہے اور یہاں کی سیاسی شخصیات اور معززین سے ملاقات ہے جیسا کہ آپ لوگ ہیں۔ ہمارا کام امن اور محبت کا پیغام ہر جگہ پھیلانا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ برلن کے ہر حصہ میں مسجد بنائیں گے۔ اپنی طاقت کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ امن اور محبت کے پیغام کی اشاعت کے لئے۔

اخباری نمائندہ نے کہا کہ اب تو تمام لوکل لوگ سمجھ گئے ہیں کہ احمدیہ جماعت بڑی منظّم اور پُرامن جماعت ہے۔

ممبر نیشنل اسمبلی Christine Bucholz کے استفسار پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پاکستان کی صورتحال خراب سے خراب تر ہو رہی ہے۔ سیاسی اور اقتصادی دونوں لحاظ سے ملک اس وقت کرائسز میں ہے اور جو مذہبی انتہا پسند ملّاں ہیں ان کا نفوذ مسلسل بڑھ رہا ہے اور یہ زیادہ طاقت پکڑ رہے ہیں۔ اگر اسی طرح ان کی طاقت بڑھتی رہی تو یہ پورے ریجن کے لئے ایک تباہی کی صورتحال ہوگی اور باقی دنیا پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آرمی ایک غیر جانبدار ادارہ ہوتا ہے۔ لیکن پاکستان میں گزشتہ دنوں فوج کے حوالہ سے جو واقعات ہوئے ہیں اور بعض گرفتاریاں ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ فوج بھی محفوظ نہیں ہے۔ حفاظت اور امن کی آخری امید فوج ہوتی ہے لیکن اب تو وہ بھی محفوظ نہیں ہے۔

بڑی طاقتوں کے کردار کے حوالہ سے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا جب تک دوہرے معیار رہیں گے اور بعض ملکوں اور قوموں کے ساتھ ناانصافی ہوتی رہے گی اس وقت تک دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

بلغاریہ کے حوالہ سے بات ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جماعت کو وہاں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔ وہاں کا ملّاں اور مفتی بلغارین حکومت پر اتنا اثر رکھتے ہیں کہ جس کی وجہ سے حکومت کی طرف سے جماعت کو مشکلات اور تکالیف کا سامنا ہے۔ اس پر موصوفہ ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ وہ اس معاملہ کو دیکھے گی۔ یورپ میں ایسی ناانصافی نہیں ہونی چاہئے اور یورپ کے ہر ملک میں مذہبی آزادی کی حفاظت کی جانی ضروری ہے۔

ملاقات کے آخر پر ایک بار پھر حضور انور نے ان سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ ان مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ملاقات کا یہ پروگرام دس بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد خدیجہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2011ء از صفحہ نمبر 2

یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ دنیا پر مقامِ ختمِ نبوت جماعت احمدیہ کے ذریعے واضح کرے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب جماعت احمدیہ کے ذریعے دنیا پر لہرائے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم گزشتہ 123 برس سے قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قربانیاں دیتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

لیکن اے دشمنانِ احمدیت جو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر حضرت خاتم الانبیاء محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہو، تمہیں آج میں واضح طور پر اور تحدّی سے یہ کہتا ہوں کہ تمہارا مقدر ناکامیاں ہیں، تمہارا مقدر تباہی و بربادی ہے اور تمہارا مقدر ذلّت وخواری ہے۔ جس خدا کے نام پر اور جس حبیبِ خدا کے نام پر تم یہ ظلم و بربریت کر رہے ہو وہ خدا اپنی غیرت ضرور دکھائے گا۔ وہ خدا اپنے حبیب کی عزت و ناموس کی خاطر تمہیں ضرور پکڑے گا کہ وہی اپنے حبیب سے حقیقی پیار کرنے والا ہے جسے قطعاً یہ برداشت نہیں کہ محسنِ انسانیت کو ظلم و بربریت کر کے بدنام کیا جائے۔ پس اب بھی ہوش کرو جو وقتاً فوقتاً آفات کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہی پیغام مل رہے ہیں اُنہیں سمجھو ورنہ جس دن اذنِ الٰہی نے آخری فیصلہ کر لیا اُس دن تمہاری خاک بھی نظر نہیں آئے گی۔ پس ہوش کرو، ہوش کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں عقل دے۔ تم اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ تم اپنے کسی بھی حربہ سے جماعت احمدیہ کو تباہ کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں ہر روز اپنے فضلوں کے وہ نظارے دکھا رہا ہے جو ہماری توقعات سے بھی بڑھ کر ہیں۔ یہ اس لئے کہ اُس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ وعدے ہیں اور بیشمار جگہ مختلف حوالوں سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اِنِّیْ مَعَکَ۔ (تذکرۃ صفحہ نمبر 177 ایڈیشن چہارم 2004ء)۔ پس جس کے ساتھ اللہ ہو جو تمام طاقتوں کا مالک ہے جو بہترین مددگار ہے اُس کا مقابلہ کوئی انسان کیا کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی رنگ میں عشقِ رسول کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ درود شریف کا ادراک پہلے سے بڑھ کر عطا فرمائے۔ ہمیں ہمیشہ ثباتِ قدم عطا فرمائے اور ہمیں فتوحات کے نظارے پہلے سے بڑھ کر دکھائے۔

اب ہم دعا کریں گے۔ دعا میں احمدیت کی خاطر ظلم میں پسنے والوں کے لئے بھی دعا کریں بہت دعا کریں۔ اسیران کے لئے، واقفینِ زندگی کے لئے، جماعتی خدمات بجالانے والوں کے لئے، جلسہ کی برکات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کے لئے، جماعت کی روحانی ترقی اور تقویٰ کے لئے، امتِ مسلمہ کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے۔ کُل انسانیت کے لئے، اللہ تعالیٰ ان کو بھی اسلام کی آغوش میں لا کر حقیقی مسلمان بن کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کی توفیق بخشے۔ عمومی طور پر دنیا جو فساد میں مبتلا ہے اُس کے لئے۔ اب کل ہی ناروے میں بھی ایک واقعہ ہوا جہاں اکانوے (91) لوگ بم بلاسٹ میں قتل کر دیئے گئے، مار دیئے گئے۔ وہاں ناروے سے جو منسٹر، میئر صاحب آئے ہوئے تھے کل اپنے لوگوں کی موت کا نظارہ دیکھ کر، خبر سن کر وہ کہہ رہے تھے کہ مجھے اُس درد کا اور بھی زیادہ احساس ہوا ہے جو آپ لوگوں کی لاہور میں مسجد میں شہادتوں کے ذریعے سے چھیاسی شہادتیں ہوئی تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ اُس قوم کو بھی صبر عطا کرے اور اُن لوگوں کو جو اس قسم کے ظالمانہ فعل کرتے ہیں عقل بھی عطا کرے۔ ہماری ہمدردیاں اور جذبات ہمیشہ اُن لوگوں کے ساتھ ہیں جو مظلوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ظلم سے ہمیشہ بچائے رکھے۔ اب ہم دعا کرتے ہیں، دعا میں شامل ہو جائیں۔

اختتامی دعا

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔

سات بجے پُرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ دعا کے بعد مختلف زبانوں میں ترانوں کا ایمان افروز سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے عرب احباب نے بڑے جوش وولولہ کے ساتھ ترانہ پیش کیا۔ اس کے بعد حضور انور نے بڑے شوق سے افریقی بھائیوں کے متعلق دریافت فرمایا، اور انہوں نے پھر اپنا معروف ترانہ پیش کیا۔ آخر پر اطفال الاحمدیہ نے بھی اپنا تیار کردہ ترانہ پیش کیا۔ ترانوں کے بعد حضور انور نے جلسہ سالانہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ امسال 96 ممالک سے 29,300 احباب اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ اس لحاظ سے گزشتہ سال کی نسبت شاملین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک۔

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 4

جُڑنے سے ہوگا۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے مسلمانوں کی حالت بھی سنورے گی۔''

دنیا کے امن کی ضمانت

''آج احمدی ہی اس دنیا کے امن کی ضمانت ہیں۔ آج دنیا دنیاوی داؤ پیچ کو سب کچھ سمجھتی ہے لیکن احمدی جو زندہ خدا کے نشانوں کو دیکھتا ہے، خدا تعالیٰ کی ذات پر انحصار کرتا ہے، خدا تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھتا ہے، خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے لئے خدا کے آگے جھکنا ہی سب کچھ ہے۔

ایک بنگالی پروفیسر صاحب چند دن ہوئے مجھے ملنے آئے۔ کہنے لگے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اگر جماعت احمدیہ اکثریت میں ہوگی، ہوتی ہے یا ہو جائے تو دوسرے فرقوں یا مذہبوں پر زیادتی نہیں ہوگی اور لوگوں کے حقوق نہیں دبائے جائیں گے؟ تو مَیں نے اُن کو کہا کہ جو اکثریت دلوں کو جیت کر بنی ہو، جو جبر کے بجائے محبت کا پیغام لے کر چلنے والی ہو، وہ ظلم نہیں کرتی بلکہ محبتیں پھیلاتی ہے۔ اس کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہوتا ہے۔ اُس کے پیشِ نظر خدا تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔ وہ نیکیوں پر تعاون کرتی ہے اور تعاون لیتی ہے، اور پھر جو خلافتِ راشدہ کا نظام ہے یہ انصاف قائم کرنے کے لئے ہے، حقوق دلوانے کے لئے ہے، حقوق غصب کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اور جو حکومت خلافت کی بیعت میں ہوگی وہ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف تو توجہ دے گی، حقوق غصب کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ بشری تقاضے کے تحت بعض غلط فیصلے ہو سکتے ہیں لیکن اگر تقویٰ ہو تو اُن کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔''

(مذکورہ بالا اقتباسات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 25/فروری 2011ء سے لئے گئے ہیں۔)

(باقی آئندہ)

عیدالاضحیہ کے موقع پر قربانی

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ایسے احباب جماعت جو عیدالاضحیہ کے موقع پر مرکزی انتظام کے تحت قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ حسب ذیل تفصیل کے مطابق رقوم اپنی مقامی جماعت میں بروقت جمع کروا دیں تا کہ افریقہ اور دیگر پسماندہ ممالک میں ان کی طرف سے قربانی کا انتظام کروایا جا سکے۔

قربانی فی بکرا 70 پاؤنڈ   قربانی فی گائے 245 پاؤنڈ (ایک گائے میں 7 حصے ہو سکتے ہیں)

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی تاج محمد خان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/مئی 2009ء میں حضرت مولوی تاج محمد خان صاحبؓ آف لدھیانہ (یکے از صحابہ 313) کا ذکرخیر مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

حضرت مولوی تاج محمد صاحبؓ ولد نجم الدین صاحب اصل میں سید بانڈی ریاست پونچھ کشمیر کے رہنے والے تھے لیکن بعد میں ساری زندگی لدھیانہ میں گزاری۔ آپ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مریدوں میں سے تھے اور اُن کی بیٹی حضرت غفور بیگم صاحبہؓ آپ کے عقد میں تھیں۔ اس طرح آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہم زلف تھے۔ آپ نے 15 جون 1891ء کو بیعت کی توفیق پائی۔ رجسٹر بیعت میں آپ کی بیعت اندراج اس طرح موجود ہے:

15/جون 1891ء: مولوی تاج محمد ولد نجم الدین اصل سکونت موضع سید بانڈی ریاست پونچھ تعلق کشمیر معہ برادران نوردین سید محمد بالفعل سکونت موضع پوکری تحصیل لودھیانہ ساہنہ وال ضلع لودیانہ پیشہ وعظ و مولویت۔

بیعت کے بعد آپ نے اخلاص و وفا میں بہت ترقی کی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں ذکر کردہ اپنے مخلصین میں آپ کا نام بھی شامل فرمایا ہے۔ آپ کو دوسرے جلسہ سالانہ منعقدہ 27 دسمبر 1892ء بمقام قادیان میں شریک ہونے کی توفیق بھی ملی اور ''آئینہ کمالات اسلام'' میں شرکاء جلسہ کی فہرست میں آپؓ کا نام 274 نمبر درج ہے۔ 313/اصحاب کی فہرست میں حضورؑ نے 109 نمبر پر آپ کا نام درج فرمایا ہے۔ آپؓ نے حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی وفات پائی۔ آپؓ کے ایک بیٹے حضرت ماسٹر حسن محمد تاج صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کی وفات پر حضورؑ نے جماعت لدھیانہ کو میرے متعلق تحریر فرمایا کہ اسے قادیان بھیج دیں۔ حضرت ماسٹر حسن محمد تاج صاحبؓ نے تقسیم ملک کے بعد پشاور میں وفات پائی۔ جبکہ مولوی صاحبؓ کی اہلیہ حضرت غفور بیگم صاحبہؓ نے 14/اپریل 1957ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں دفن ہوئیں۔

محترم محمد شہزادہ خان صاحب افغان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6/مئی 2009ء میں محترم محمد شہزادہ خان صاحب افغان کا ذکرخیر اُن کے بیٹے مکرم محمد شفیع خانصاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

محترم محمد شہزادہ خان صاحب مرحوم افغانستان کے صوبہ ننگرہار قصبہ بڑوکلاں میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی تعلیم کا شوق تھا۔ چنانچہ اپنے ماموں زاد بھائی کے ساتھ حصول علم کے لئے صوبہ سرحد تشریف لائے۔ ماموں زاد بھائی نے انہیں کوہاٹ میں مولوی احمد گُل صاحب (جوکہ اس وقت تک غیر احمدی تھے) کی سپردگی میں دیا۔ مولوی صاحب آپ کو لے کر اپنے استاد حافظ حنیف اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر جب یہ دونوں بزرگ مشرف بہ احمدیت ہوگئے تو اِس دوران شہزادہ خانصاحب نے بھی کئی خواب اور کشف دیکھے جن میں قادیان کا نقشہ واضح طور پر دیکھا چنانچہ 1910ء میں قادیان پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔ پھر وہیں رہ کر مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور زندگی وقف کرکے ساری عمر سلسلہ کی خدمت میں گزاردی۔ ابتداء میں مربی صوبہ سرحد مقرر ہوئے اور بعد میں مدرسہ احمدیہ جامعہ نصرت میں پڑھاتے رہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں 1962ء کے جلسہ سالانہ پر مجھے جلسہ گاہ جاتے ہوئے دس روپے کا ایک نوٹ ملا تو آپ جلسہ گاہ میں جانے کی بجائے مجھے ہمراہ لے کر پہلے دفتر گمشدہ اشیاء میں آئے، نوٹ جمع کروایا اور پھر جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔

آپ نظام کی بہت اطاعت کرتے۔ خلافت سے بہت محبت کرتے اور چندہ جات وقت پر ادا کرتے۔ بتایا کرتے تھے کہ تحریک جدید کا اجراء ہوا تو اُس وقت میں تنگدست تھا اور اس وجہ سے سخت غمگین ہوا۔ بیوی نے پریشانی کی وجہ پوچھی اور میرے بتانے پر اپنی چاندی کی لچھیاں دیں کہ انہیں بیچ کر تحریک جدید میں شامل ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم دونوں شامل ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد ہی اللہ تعالیٰ نے مالی حالت مضبوط کردی اور میں نے دوبارہ لچھیاں بنوا دیں اور بیوی سے کہا دیکھو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا کیسے خیال رکھتا ہے۔ ثواب بھی مل گیا اور لچھیاں بھی واپس مل گئیں۔

مضمون نگار کہتے ہیں کہ جب مَیں جیکب آباد میں تھا تو آپ کے پوچھنے پر بتایا کہ وہاں صرف چند احمدی ہیں اور احمدیہ مسجد بھی نہیں ہے۔ کہنے لگے تم کوشش کرکے مسجد قائم کردو خواہ چھوٹی سی ہو۔ پھر نصیحت فرمائی کہ جہاں بھی تبدیل ہوکر جاؤ سب سے پہلے مقامی جماعت سے رابطہ قائم کرو اور اگر بالفرض وہاں جماعت نہ ہو تو کوشش کرکے جماعت بناؤ اور مرکز سے ہمیشہ تعلق قائم رکھو۔

جب مَیں ایک نئے محکمہ میں منتقل ہوا تو دفتر کا ایک کلرک کہنے لگا تم یہاں اپنے احمدی ہونے کا کسی کو مت بتانا ورنہ تم کو ملازمت سے نکال دیں گے۔ مَیں نے جواب دیا کہ اگر احمدیت کی وجہ سے نکالتے ہیں تو بیشک ابھی نکال دیں۔ چنانچہ میں نے اُسی وقت سب کو اپنے احمدی ہونے کا بتادیا۔ چند روز میری مخالفت ہوئی پھر ختم ہوگئی۔ یہ واقعہ جب مَیں نے آپ کو بتایا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے احمدیت کو فخر کے ساتھ قبول کیا ہے اور ہمیں فخر کے ساتھ ہی بتانا چاہئے کہ ہم احمدی ہیں۔ پھر آپ نے بتایا کہ محترم ملک عمر علی صاحب مرحوم رئیس ملتان بھی سرکاری افسران کو اپنا تعارف فخر سے احمدیت کے حوالہ سے کراتے ہیں۔

آپ جب قادیان تشریف لے آئے تو پھر کبھی اپنے وطن کا خیال دل میں نہیں لائے۔ ہم کبھی پوچھتے کہ آپ کا دل وطن جانے کو نہیں چاہتا تو فرماتے کہ قادیان ہی ہمارا وطن ہے۔ ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ مرزا صاحب کا کوئی معجزہ بتائیں۔ آپ نے فرمایا: مَیں زندہ معجزہ ہوں۔ میں افغانستان کے ایک جاہل علاقہ کا باشندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے احمدیت قبول کرنے کا موقع عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے میں نے اپنا وطن ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا اور مسیح کے قدموں میں آکر بس گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنے فضل فرمائے کہ بیان سے باہر ہیں۔

پاکستان میں ہم احمد نگر میں آکر آباد ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے ریٹائر ہونے پر کسی نے مشورہ دیا کہ یہاں نہ آپ کی زمین ہے نہ ہی کوئی جائیداد ہے، آپ فلاں جگہ چلے جائیں وہاں آپ کو ملازمت بھی مل جائے گی اور مکان بھی مل جائے گا۔ جواباً کہا کہ مَیں نے ساری عمر مرکز میں گزاری ہے اب آخری عمر میں مجھ سے نہیں ہوسکتا کہ میں مرکز کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔

احکام خداوندی کا اس قدر خیال فرماتے کہ کوئی ذراسی بات بھی خلاف شریعت نہ کرتے۔ ایک دفعہ میں نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر آپ کو خط لکھ دیا تو سخت ناراض ہوئے اور مجھے لکھا کہ آپ سرکاری ملازم ہیں آپ کو حکومت کی طرف سے امین سمجھا گیا ہے۔ اس امانت کو مدنظر رکھتے ہوئے دفتر کی کوئی چیز، کاغذ یا سیاہی، اپنے مصرف میں لانا، یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔

آپ مسجد احمدیہ احمد نگر میں وفات تک درس دیتے رہے۔ اپنے گھر ملتان میں بھی روزانہ اہل خانہ کو جمع کرکے درس دیا کرتے۔ اکثر وقت قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو کئی کئی بار پڑھتے۔ آپ تہجد گزار اور صاحب کشف بزرگ تھے۔ تحریک جدید کے اجراء سے لے کر وفات تک اپنا اور اہلیہ کی طرف سے چندہ ادا کرتے رہے، ہمیں بھی بچپن سے شامل کیا۔ آپ موصی بھی تھے۔

آپ نے 11/اگست 1963ء کو وفات پائی۔

مکرم سومرخان صاحب چانڈیو

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 مارچ 2009ء میں مکرم سومرخان چانڈیو صاحب کا ذکرخیر اُن کی نواسی مکرمہ ش۔ انجم صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرم سومرخان صاحب چانڈیو اپنے گاؤں دادن آباد کے پہلے احمدی تھے۔ بیعت سے قبل بھی آپ پانچ وقت کے نمازی پرہیزگار اور دیندار تھے۔ اپنے گاؤں کے پہلے پڑھے لکھے بزرگ تھے اور پیشہ کے لحاظ سے استاد تھے۔ اگرچہ آپ کا سن پیدائش اور سن وفات معلوم نہیں لیکن آپ نے 1923ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دَور میں بیعت کی تھی۔ آپ نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ نے آپ کی آنکھوں میں سرمہ ڈالا ہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کی ملاقات حضرت ماسٹر محمد پریل صاحب سے ہوئی جن کی تبلیغ سے اور حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھنے کے فوراً بعد آپ نے بیعت کرلی کیونکہ یہ حضرت اقدسؑ ہی تھے جنہوں نے خواب میں آپ کی آنکھوں میں سرمہ ڈالا تھا۔

محترم چانڈیو صاحب کے گاؤں میں ایک مجذوب عورت رہتی تھی جو لوگوں کو اکثر امام مہدی کے بارہ میں بتاتی رہتی تھی۔ جب آپ بیعت کرکے واپس لَوٹے تو سب کو امام مہدی کے آنے کی خبر دی تو لوگ چونکہ پہلے سے سن چکے تھے چنانچہ کئی لوگوں نے بیعت کرلی۔

محترم سومر چانڈیو صاحب نے دو شادیاں کی تھیں جن میں سے چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا۔ آپ نے اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ہمیشہ بہت اچھا سلوک کیا اور برابر حقوق دیئے۔ اولاد کی تربیت بھی بہت اچھی کی اور شفقت کا سلوک رکھا۔ گھر میں اکثر سلسلہ کی کتب اور اخبارات کا مطالعہ کرتے۔ نماز فجر کے لئے گاؤں کے دروازے کھٹکھٹاتے۔ مخالفت کا بھی شدید سامنا کرنا پڑا، مباحثے بھی ہوئے تاہم آپ کی تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے سب آپ کی عزت کرتے۔

تصحیح

گزشتہ شمارہ میں ''الفضل ڈائجسٹ'' کے کالم میں حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ کا ذکرخیر شائع ہوا ہے۔ اِس مضمون کا خلاصہ نکالتے ہوئے یہ الفاظ لکھے گئے ہیں: ''حضرت مولوی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میری پیدائش 1881ء میں ہوئی۔ **میرے دادا** مولوی محمد یوسف صاحب......''۔

جبکہ اصل الفاظ یوں ہیں: ''حضرت مولوی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میری پیدائش 1881ء میں ہوئی۔ **میرے غیرحقیقی دادا** مولوی محمد یوسف صاحب ......''۔ قارئین یہ درستی نوٹ فرمالیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14/جنوری 2009ء میں شامل اشاعت مکرم پروفیسر کرامت راجؔ صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

کئے ہیں تجھ سے جو عہد و پیماں ہمارے دل میں جواں رہیں گے
زمانہ کتنے ستم ہی ڈھائے ترے رہیں گے جہاں رہیں گے
چراغ ہم نے لہو سے اپنے قدم قدم پہ جلا دیئے ہیں
جنوں کے صحرا میں کہکشاں سے ان آبلوں کے نشاں رہیں گے
کبھی جو مقتل بھی راہ میں تھا نہ ہم رکے تھے نہ رک سکیں گے
یہ حق پرستوں کے قافلے ہیں یہ سوئے منزل رواں رہیں گے
قسم ہے تیری اے جانِ جاناں یہ جاں امانت ترے لئے ہے
ابھی چکا دے یہ قرض جاں کا نہ جانے کل تک کہاں رہیں گے
ہماری چاہت نہ چھپ سکی ہے ہمارے جذبے نہ چھپ سکیں گے
جو ضبطِ غم سے نہ لب ہلیں گے تو اشک بن کر عیاں رہیں گے

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا۔ جنوری 2009ء میں شامل اشاعت مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک غزل سے انتخاب پیش ہے:

ہر خزاں دیدہ کو گلزار کیا ہے مَیں نے
زندگی! تجھ کو بہت پیار کیا ہے مَیں نے
سر جھکانے کے عوض، شاہ عنایت کر دے
ایسی دستار سے انکار کیا ہے میں نے
پیار انسان سے ہے جرم تو منصف سن لے!
گرم اِسی جرم کا بازار کیا ہے مَیں نے
جس کی خوشبو سے مہک اُٹھتی ہے ساری محفل
آج اسے مائل گفتار کیا ہے مَیں نے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

7th October 2011 – 13th October 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 7th October 2011

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat
00:40	Insight: recent news in the field of science.
00:55	Seerat-un-Nabi (saw)
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th May 1998.
02:45	Historic Facts
03:15	Qur'anic Archaeology
04:00	Tarjamatul Qur'an class: rec. 12th July 1995.
05:10	Jalsa Salana New Zealand: concluding address delivered by Huzoor on 6th May 2005.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Historic Facts
07:05	Children's class with Huzoor.
08:05	Siraiki Service
09:00	Rah-e-Huda
10:30	Indonesian Service
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor.
13:15	Tilawat
13:25	Dar-e-Hadith
13:40	Zinda Log
14:05	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Lajna Imaillah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor in 2008.
19:25	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il
20:35	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science.
22:15	Rah-e-Huda

Saturday 8th October 2011

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:25	International Jama'at News
00:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd June 1998.
01:55	Fiq'ahi Masa'il
02:30	Friday Sermon: rec. on 2nd October 2011.
03:40	Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Yassarnal Qur'an
07:40	Huzur's Jalsa Salana Address
08:30	Question and Answer Session: recorded on 12th September 1998.
09:35	Friday Sermon [R]
10:45	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Zinda Log
13:00	Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bengali Service
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 9th October 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 2nd October 2011.
01:30	Tilawat
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd June 1998.
02:40	Friday Sermon [R]
04:10	Dars-e-Hadith
04:30	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Beacon of Truth
08:00	Faith Matters
09:15	Huzur's Jalsa Salana Address
09:55	Indonesian Service
10:55	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon.
12:05	Tilawat
12:20	Zinda Log
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:30	Faith Matters [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth [R]
19:45	Real Talk
21:00	Attractions of Canada
21:30	Huzur's Jalsa Salana Address [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:15	Ashab-e-Ahmad

Monday 10th October 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	International Jama'at News
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th June 1998.
02:45	Attractions of Canada
03:10	Friday Sermon: rec. on 2nd October 2011.
04:20	Ashab-e-Ahmad
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat &Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Seerat-un-Nabi
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 30th November 1998.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 8th July 2011.
11:15	MTA Variety
12:05	Tilawat
12:15	International Jama'at News
12:50	Zinda Log
13:15	Bengali Service
14:15	Friday Sermon: rec. on 9th December 2005.
15:20	MTA Variety [R]
16:05	Dars-e-Hadith [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th June 1998.
20:35	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15	MTA Variety [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Tuesday 11th October 2011

00:05	MTA World News
00:20	Seerat-un-Nabi (saw)
01:00	Tilawat
01:20	Insight: recent news in the field of science.
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th June 1998.
02:35	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
03:15	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 30th November 1998.
04:15	Importance of Salat
05:15	Jalsa Salana Holland: concluding address delivered by Huzoor on 18th June 2006.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science.
07:00	Unity of God
07:10	Yassarnal Qur'an
07:40	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session: recorded on 10th October 1998.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon recorded on 1st October 2010.
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:20	Zinda Log
12:55	Insight: recent news in the field of science.
13:05	Bengali Service
14:05	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 29th June 2003.
15:05	Yassarnal Qur'an
15:30	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 30th September 2011.
20:35	Insight: recent news in the field of science.
20:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:05	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 12th October 2011

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th June 1998.
02:35	Learning Arabic
03:30	Unity of God
03:45	Question and Answer Session: recorded on 10th October 1998.
04:55	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 29th June 2003.
06:00	Tilawat & Dua-e-Mustaja'ab
06:50	Yassarnal Qur'an
07:15	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
07:50	Children's class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session: recorded on 21st October 1995. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Zinda Log
13:05	Friday Sermon: rec. on 23rd December 2005.
14:05	Bengali Service
15:15	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:00	MTA Sports
16:35	Fiq'ahi Masa'il
17:15	Dua-e-Mustaja'ab [R]
18:05	MTA World News
18:20	Lajna Imaillah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor in 2008.
19:10	MTA Sports [R]
19:30	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:05	Real Talk
21:10	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50	Children's class with Huzoor. [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Thursday 13th October 2011

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:15	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th June 1998.
02:15	Fiq'ahi Masa'il
02:50	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
03:20	Dua-e-Mustaja'ab
03:55	Friday Sermon: rec. on 23rd December 2005.
04:50	Jalsa Salana UK: opening address delivered by Huzoor on 28th July 2006.
06:00	Tilawat
06:20	Beacon of Truth
07:25	Yassarnal Qur'an
08:05	Faith Matters
09:15	Qur'anic Archaeology
09:50	Indonesian Service
10:55	Pushto Service
11:45	Tilawat
11:55	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 30th September 2011.
13:00	Zinda Log
13:35	Tarjamatul Qur'an class: rec. on 13th July 1995.
14:55	Qur'anic Archaeology
15:30	Journey of Khilafat
16:15	Yassarnal Qur'an [R]
16:40	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:15	Jalsa Salana UK: an address delivered by Huzoor on 29th July 2006.
19:10	Qur'anic Archaeology [R]
19:35	Faith Matters [R]
20:40	Beacon of Truth
21:45	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:40	Journey of Khilafat [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 30 September , 2011 | Issue No. 39

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔جون 2011ء

جماعت احمدیہ اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہے۔ہمارا پیغام محبت، پیار اور امن کا ہے۔ہمارا پیغام یہ ہے کہ انسان اپنے خدا کو پہچانے اور اپنے خدا کے قریب ہو۔ہم سمجھتے ہیں کہ جس مسیح ومہدی نے آنا تھا وہ آچکا ہے اور ہم نے اس کو مانا ہے۔

(جرمن نیشنل اسمبلی کے ممبر Christoph Strasser کی حضور انور سے ملاقات میں متفرق امور پر اہم گفتگو)

خدمت انسانیت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔افریقہ میں ہمارے ہسپتال، سکول، ایجوکیشنل پراجیکٹ، ٹیکنیکل ایجوکیشن، IT سنٹرز، ٹیچنگ سکولز وغیرہ کام کررہے ہیں۔صاف پانی مہیا کرنے کے لئے واٹر پمپ لگارہے ہیں اور سولرانرجی کے ذریعہ بجلی بھی مہیا کررہے ہیں۔ہم امن اور سلامتی کا پیغام پہنچارہے ہیں اور انسانیت کی خدمت کررہے ہیں۔

(برلن کے صوبائی وزیراعلیٰ Klaus Wowereit کی حضور انور سے ملاقات میں جماعت کے تعارف اور خدمات کا تذکرہ)

ہر اچھی چیز ایک مومن کی اپنی کھوئی ہوئی چیز ہے۔اور ہم احمدی ہر معاشرہ سے اچھی باتیں، اچھے خیالات اپنا لیتے ہیں اور اپنے کلچر اور مذہب کی خوبیاں اور روایات بھی قائم رکھتے ہیں۔جماعت احمدیہ 198 ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور احمدی جہاں بھی ہے وہ اپنے اپنے ملک کا وفادار ہے۔مسجد کے ساتھ امن وابستہ ہے۔ہم تو برلن کے ہر حصہ میں مسجد بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہر انسان کو یہ آزادی حاصل ہونی چاہئے کہ وہ اپنی پسند کا لباس پہنے۔

(صوبہ برلن کی اسمبلی کے ممبر Michael Lehmann اور مقامی کونسل کی سیاستدان اور اسمبلی کی ممبر خاتون Christa Muller اور دو پولیس افسران کی حضور انور سے ملاقات اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو)

صوبہ برلن کے وزیر داخلہ Ehrhart Korting، ممبر نیشنل اسمبلی Christine Bucholz اور Tom Koenigs، جرمن ٹی وی چینل RBB اور روزنامہ اخبار Berliner Zeitung کے جرنلسٹس کی حضور انور سے ملاقات

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

28/جون بروز منگل 2011ء:

صبح پونے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد خدیجہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

ممبر پارلیمنٹ قومی اسمبلی Christoph Strasser کی حضور انور سے ملاقات

صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ جہاں جرمن نیشنل اسمبلی کے ممبر Mr. Christoph Strasser نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔موصوف ’’قانون کمیٹی‘‘ کے بھی ممبر ہیں اور ’’انسانی حقوق کی کمیٹی‘‘ کے بھی ممبر ہیں۔

موصوف نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ برلن تشریف لائے ہیں۔حضور انور نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

پاکستان کی موجودہ صورتحال کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت صورتحال کافی خراب ہے۔مغربی طاقتوں کا بھی یہی خیال ہے کہ پاکستان میں دہشتگردی بڑھ رہی ہے۔ہیومن رائٹس، انسانی حقوق کی Violation بہت بڑھ گئی ہے۔افغانستان سے بھی بڑھ گئی ہے۔اور ملک میں انتہا پسندوں کی طاقت روز بروز بڑھ رہی ہے۔

ایک سوال کے جواب پر حضور انور نے فرمایا کہ باہر سے جو نمائندے جائزہ لینے کے لئے جاتے ہیں۔پاکستان میں اگر حکومت نے ان کے وزٹ آرگنائز کئے ہوں تو پھر وہ ان کو ان جگہوں پر ہی لے کر جائیں گے جہاں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور سب اچھا ہے۔اگر کسی NGO's کے ذریعہ یا پرائیویٹ طور پر پلان کریں تو پھر صحیح حالات کا پتہ چلے گا اور تکلیف دہ صورتحال آپ کے سامنے آئے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ برطانیہ کی ہیومن رائٹس کمیٹی سالانہ پلان کرتی ہے اور ان کی ایک ٹیم پاکستان جاتی ہے اور رپورٹ تیار کرتی ہے کہ وہاں کیا صورتحال ہے۔یہ ٹیم ربوہ بھی جاتی ہے اور متاثرین سے ملتی ہے۔پاکستان کے دوسرے شہروں سے لوگ جن پر مظالم ہوئے ہیں وہ بھی ربوہ میں موجود ہیں ان سے انٹرویوز کرتے ہیں اور پھر سارے جائزے لینے کے بعد اپنی رپورٹ پرنٹ کرتے ہیں۔آپ کو بھی یہ رپورٹ مل جائے گی۔

موصوف ممبر پارلیمنٹ نے نائیجیریا کے حوالہ سے ذکر کیا کہ وہاں بھی حالات خراب رہتے ہیں اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے آپس میں جھگڑے اور فساد ہوتے ہیں اور لوگ مارے جاتے ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ نائیجیریا کے حالات کی بہتری کے لئے ضروری ہے کہ پہلے کرپشن کو ختم کریں۔وہاں کا نظام درست کریں۔جو سرکردہ لوگ ہیں ان کے اپنے ذاتی مفاد ہیں جو ملک کی صورتحال کی بہتری میں رکاوٹ ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لوگ نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں۔ ہم کو دوسرے گروپس کی طرح سمجھتے ہیں لیکن اب ان کو معلوم ہوگیا ہے کہ ہم پُرامن لوگ ہیں۔ان تک ہمارا امن، محبت کا پیغام پہنچا ہے۔

ممبر موصوف نے کہا کہ یہ قدرتی امر ہے کہ جب لوگ کسی کو نہ جانتے ہوں تو اس سے خوف محسوس کرتے ہیں۔

مسجد خدیجہ کے حوالہ سے ذکر ہونے پر حضور انور نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ یہاں سب سے زیادہ محفوظ ہیں۔یہ مسجد امن اور سلامتی کی جگہ ہے۔

ممبر پارلیمنٹ کے جماعت کے حوالہ سے ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلام میں بہت سے فرقے ہیں۔جماعت احمدیہ بھی ایک فرقہ ہے۔جو اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کی ہی ہم اشاعت کرتے ہیں۔ہمارا پیغام محبت، پیار اور امن کا ہے۔ہمارا پیغام یہ ہے کہ انسان اپنے خدا کو پہچانے اور اپنے خدا کے قریب ہو اور ایک انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔دوسرے مسلمان یا ان کے لیڈر سمجھتے ہیں کہ ہم

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں